(صرف احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لیے)
ماہنامہ
انصاراللہ
فروری 2013ء تبلیغ 1392ہش

”وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری وباطنی سے پُر کیا جائے گا۔“

”سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت ونسل ہوگا۔خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رِجس سے پاک ہے اور وہ نور اللہ ہے۔مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔اُس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری وباطنی سے پُر کیا جائے گا۔اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا......جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔تب وہ اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَقْضِيًّا ۔“

(اشتہارات 20 فروری 1886ء از مجموعہ اشتہارات جلد اول)

اس شمارے میں

- ایمان اگر ثریا ستارے پر پہنچ گیا
- پیشگوئی مصلح موعود
- ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے
- میرے آقا مرے نبی کریمؐ
- پیشگوئی مصلح موعود کا ظہور
- اصل سازش کیا تھی؟ ایک کالم پر تبصرہ

حضرت مسیح موعود نے اپنے متبعین میں کیا پاک تبدیلی پیدا فرمائی

ایڈیٹر: احمد طاہر مرزا

دعائیں اور درود شریف بہت زیادہ پڑھنے کی ضرورت ہے!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 12/اکتوبر 2012ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

''جوں جوں جماعت ترقی کی منازل طے کر رہی ہے، حاسدوں کی اور مفسدین کی سرگرمیاں بھی تیز ہوتی چلی جا رہی ہیں اور وہ مختلف طریقوں سے جماعت کو نقصان پہنچانے کے درپے ہیں۔ بعض دفعہ چھپ کر حملے کرتے ہیں، بعض دفعہ ظاہری حملے کرتے ہیں، بعض دفعہ ہمدرد بن کر وار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے ہر احمدی کو دشمن کے ہر قسم کے شر سے بچنے کیلئے بہت دعائیں کرنے کی ضرورت ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ کی دعا۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ باب مایقول الرجل اذا خاف قوماً حدیث نمبر 1537)

رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ۔

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، مطبوعہ نظارت اشاعت ربوہ، 2004ء۔ صفحہ 363)

اور اس طرح باقی دعائیں بھی۔ ثبات قدم کی دعا:

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ۔

(البقرۃ:251)

یہ ساری دعائیں اور درود شریف بھی ...... بہت زیادہ پڑھنے کی ضرورت ہے تاکہ ہم دشمن کے ہر قسم کے شر سے محفوظ رہیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12/اکتوبر 2012ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 2 تا 8 نومبر 2012ء)

ماہنامہ **انصاراللہ**

صرف احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کیلئے

تبلیغ 1392ہش/فروری2013ء/جلد54/شمارہ02

ایڈیٹر: احمد طاہر مرزا

فہرست

❑ اداریہ	4	❑ ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے	15
❑ صبر وصلوٰۃ (درس القرآن)	6	❑ میرے آقا میرے نبی کریمؐ	20
❑ ایمان اگر ثریا ستارے پر پہنچ گیا (درس الحدیث)	7	❑ حضرت مسیح موعود نے اپنے متبعین میں کیا تبدیلی پیدا کی	21
❑ پیشگوئی مصلح موعود (کلام الامام)	8	❑ اصل سازش کی حقیقت (خالد ہمایوں کے کالم پر تبصرہ)	30
❑ محمود کی آمین (اردو منظوم کلام)	10	❑ انصاراللہ لاہور کی خدمات بابت جلسۂ قادیان 2012	39
❑ ظہورِ مصلح موعود	11	❑ اخبار مجالس	40

مصلح موعود

"اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رِجس سے پاک ہے اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اُس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔" ○

نائبین: ○ ریاض محمود باجوہ ○ مبشر احمد خالد ○ نوید مبشر شاہد

فون نمبر 047-6212982_فیکس 047-6214631 موبائل نمبر مینیجر (0336-7700250)

ویب: **ansarullahpk.org** قائد اشاعت: quaid.ishaat@ansarullahpk.org

ای میل: magazine@ansarullahpk.org:ansarullahpakistan@gmail.com

پبلشر: عبدالمنان کوثر پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ کمپوزنگ: فرحان احمد ذکاء

مقام اشاعت: دفتر انصاراللہ دارالصدر جنوبی، چناب نگر (ربوہ) مطبع: ضیاءالاسلام پریس

شرح چندہ پاکستان سالانہ 200 روپے۔ قیمت فی پرچہ 20 روپے

اداریہ

سراجِ منیر بر نشانہائے ربّ قدیر

مصلح موعود کے بارہ میں پیشگوئی مصلح موعود میں اللہ تعالیٰ نے 52 علامات بتلائیں جنہیں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اشتہارات، مکتوبات اور تحریروں میں شائع فرمایا۔ان علامات میں سے بعض کے بارہ میں تو خود حضرت اقدس نے باعلام الٰہی وضاحت فرمادی۔پھر 1913ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول نور اللہ مرقدہٗ نے تو حضرت پیر منظور محمد صاحب لدھیانوی کو تصدیق بھی عطا کردی کہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد ہی پسر موعود ہیں۔جس کی اشاعت حضرت پیر صاحب نے ''رسالہ پسر موعود'' میں کر کے ہمیشہ کیلئے شہادت محفوظ کردی اور پھر جب وہ موعود بیٹا پیدا ہوگیا اور منشائے الٰہی کے مطابق انہوں نے مصلح موعود کا دعویٰ کیا تو کئی ظاہری و باطنی علامات کا ظہور اس وقت ہوا۔پھر خلافت ثانیہ کے عہد سعادت میں 1914ء سے 1965ء تک اس پیشگوئی کا ظہور کئی زاویوں سے کل عالم نے دیکھا جن میں سے بعض کا اظہار 1944ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ نے ان تاریخی جلسوں میں کیا جو ہوشیار پور، لاہور، لدھیانہ اور قادیان میں منعقد ہوئے۔حضرت مصلح موعود کے وہ پُرشکوہ جلسوں کے خطابات ''انوار العلوم جلد 17 '' میں محفوظ ہیں۔آپ نے پیشگوئی مصلح موعود کے ظہور کے ان جلسوں میں پُرشوکت اعلانات سے تجلیات الٰہیہ کے مطابق ساری دنیا کے سامنے ان عظیم الشان کارناموں کا مثالوں کے ساتھ تذکرہ فرمایا جن کی آج تک کسی سے تردید نہ ہوسکی۔

دنیا کے ایک کونے سے لیکر دوسرے کونے تک کیا برِاعظم افریقہ و ایشیا و یورپ کیا امریکہ اور کیا آسٹریلیا، دنیا کے 40 سے زائد ممالک میں دین حق کی نشاۃ ثانیہ کی داغ بیل ڈال دی۔واقفین زندگی اور مربیان کرام کا ایک جال بچھادیا، دنیا کی تمام بڑی بڑی زبانوں میں تراجم قرآن کریم شائع کروادیئے، سلسلہ احمدیہ کا دین حق کی بنیادی تعلیمات پر مشتمل لٹریچر زمین کے کناروں تک پہنچادیا۔اللہ تعالیٰ نے اس موعود کو زمین کے کناروں تک شہرت عطا فرما کر آسمان کی رفعتوں تک پہنچادیا۔تب وہ اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔اور سبز اشتہار میں درج ایک ایک علامت آن اور شان کے ساتھ پوری ہوئی۔وہ روح حق سلسلہ احمدیہ کے ہر طبقہ کو تنظیم سازی کی سلک میں پرو گیا اور اب جبکہ یہ جماعت احمدیہ کروڑوں تک پہنچ چکی ہے۔اور جوں جوں یہ سلسلہ پھیلے گا ہمیشہ عشاقِ احمدیت کی دعائیں آپ کے لئے بڑھتی ہی چلی جائیں گی۔

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

پیشگوئی مصلح موعود کی تکمیل کے بارہ میں ہمارے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''یہ پُرشوکت پیشگوئی تھی جس نے حضرت مصلح موعود کی خلافت کے 52 سالہ دور میں ثابت کردیا کہ کس طرح وہ شخص جلد جلد بڑھا؟ کس طرح اُس نے دنیا میں (دین حق) کے کام کو تیزی سے پھیلایا؟ مشن قائم کئے، (بیوت الذکر) بنائیں۔ آپ کے وقت میں باوجود اس کے کہ وسائل بہت کم تھے، مالی کشائش جماعت کو نہیں تھی، دنیا کے چونتیس پینتیس ممالک میں جماعت کا قیام ہوچکا تھا۔کئی زبانوں میں قرآنِ کریم کا ترجمہ شائع ہوچکا تھا، مشن کھولے جاچکے تھے۔اسی طرح جماعتی نظام

کا یہ ڈھانچہ حضرت مصلح موعود (نور اللہ مرقدہٗ) نے ہی بنایا تھا جو آج تک چل رہا ہے اور اس سے بہتر کوئی ڈھانچہ بن ہی نہیں سکتا تھا۔ اسی طرح ذیلی تنظیمیں ہیں اُس وقت کی بنائی ہوئی ہیں وہ بھی آج تک چل رہی ہیں۔ ہر کام آپ کی ذہانت اور فہم کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ قرآنِ کریم کی تفسیر ہے اور دوسرے علمی کارنامے ہیں جو آپ کے علوم ظاہری و باطنی سے پُر ہونے کا ثبوت ہیں۔'' (خطبہ جمعہ 18 فروری 2011ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 11/17 مارچ 2011ء)

پیشگوئی مصلح موعود، قدرت ثانیہ اور خلافت احمدیہ دراصل تینوں ایک ہی عظیم الشان مقصد کی تکمیل کا نام ہیں یعنی دین کی اشاعت کو دنیا کے کناروں تک پہنچانا۔ آج ہمارا یہ کام ہے کہ ہم خلافت احمدیہ کی غلامی میں اپنے اپنے دائرے میں اصلاحِ نفس اور اصلاحِ معاشرہ کرنے کی کوشش کریں اور اب اللہ تعالیٰ نے یہ مقدر کر رکھا ہے کہ تا قیامت قدرت ثانیہ کے مظاہر کے ذریعے یہ عظیم الشان مقصد پایۂ تکمیل کو پہنچے گا۔ اس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''آج ہمارا بھی کام ہے کہ اپنے اپنے دائرے میں مصلح بننے کی کوشش کریں۔ اپنے علم سے، اپنے قول سے، اپنے عمل سے (دینِ حق) کے خوبصورت پیغام کو ہر طرف پھیلا دیں۔ اصلاحِ نفس کی طرف بھی توجہ دیں۔ اصلاحِ اولاد کی طرف بھی توجہ دیں اور اصلاحِ معاشرہ کی طرف بھی توجہ دیں۔ اور اس اصلاح اور پیغام کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے بھرپور کوشش کریں جس کا منبع اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا تھا۔ پس اگر ہم اس سوچ کے ساتھ اپنی زندگیاں گزارنے والے ہوں گے تو یوم مصلح موعود کا حق ادا کرنے والے ہوں گے، ورنہ تو ہماری صرف کھوکھلی تقریریں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔'' (بحوالہ بالا ایضاً صفحہ 9)

1889ء

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مسیح آئے گا تو اُس کی اولاد ہوگی ...... اب اولاد تو اکثر لوگوں کی ہوتی ہے۔ اس میں کیا خاص بات ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر پیشگوئی فرمائی تھی تو یقیناً کسی اہم بات کی اور وہ یہی بات تھی کہ اُس کی اولاد ہوگی اور وہ ایسی خصوصیات کی حامل ہوگی جو دین کے پھیلانے کا باعث بنے گی، جو توحید کے پھیلانے کا باعث بنے گی، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو دنیا پر ظاہر کرنے کا باعث بنے گی۔ اب اس پیشگوئی کے مطابق جس سال میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی پیدا ہوئے ہیں یعنی 1889ء میں، اسی سال میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بیعت بھی لی۔ اُسی سال اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا کہ بیعت بھی لے لو۔ اور یوں اس سال میں باقاعدہ طور پر اُس جماعت کی بنیاد ڈالی گئی جس نے (دینِ حق کی دعوۃ الی اللہ) کا کام بھی کرنا تھا، اپنی حالتوں کو بھی سنوارنا تھا اور مسیح و مہدی کی بیعت میں آ کر آنحضرت صلعم کی پیشگوئی کو پورا کرنے والا بننا تھا اور آپ کے جماعت قائم کرنے کا یہی مقصد تھا۔''

(خطبہ جمعہ 18 فروری 2011ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 11/17 مارچ 2011ء)

درس القرآن

صبر وصلوٰۃ

وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ ط وَاِنَّھَا لَکَبِیْرَۃٌ اِلَّا عَلَی الْخٰشِعِیْنَ ○ (البقرہ:46)

''اور صبر اور نماز کے ساتھ مدد مانگو اور یقیناً یہ عاجزی کرنے والوں کے سوا سب پر بوجھل ہے۔''

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''سب سے اہم سب سے زیادہ بنیادی اور مرکزی چیز نماز ہے۔...... جب ہم نماز کی حالت پر نظر ڈالتے ہیں تو دنیا کی اکثر جماعتوں میں انصاف کی نظر سے دیکھتے ہوئے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ابھی بہت زیادہ کام اور محنت کی ضرورت ہے...... کیونکہ فتح بہرحال یقینی ہے نصرت نے نہ کبھی ساتھ چھوڑا ہے نہ آئندہ کبھی چھوڑے گی اور ظفر بن کے بھی آئے گی اس میں کوئی شک نہیں لیکن تیاری کی مجھے فکر ہے اور جتنا میں سمجھتا ہوں کہ وقت قریب آتا جاتا ہے احمدیت کی فتوحات کا، اتنا ہی میری یہ فکر بڑھتی جاتی ہے۔ اور باوجود اس کے کہ حالات توجہ کو مختلف سمتوں میں پھیرتے رہے ہیں مَیں اب سمجھتا ہوں کہ دوبارہ تربیتی امور پر خطبات دینے کی ضرورت ہے۔ تو نماز تربیتی امور میں سے سب سے بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ فتح و نصرت کے حصول کی تمنا رکھنے والوں کو تو قرآن نے براہ راست یہی جواب دیا ہے کہ وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ ط وَاِنَّھَا لَکَبِیْرَۃٌ اِلَّا عَلَی الْخٰشِعِیْنَ ○ (البقرہ:46) کہ تم جو امیدیں لگائے بیٹھے ہو کہ بہت عظیم الشان فتوحات نصیب ہوں گی اور ظاہری عددی غلبہ بھی عطا ہوگا تو پھر اس غلبہ کو حاصل کرنے کا طریق یہ ہے وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ۔ کہ خالی دعائیں نہ کیا کرو محض ہاتھ اٹھا کے نہ مانگا کرو کیونکہ صبر اور صلوٰۃ کے بغیر دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ اور ان کے بغیر خدا کی طرف سے اعانت نصیب نہیں ہو سکتی۔ صبر اور صلوٰۃ کو آپس میں باندھ دیا ہے۔...... صبر غموں کے ساتھ بھی تعلق رکھتا ہے اور جب غم ہوں تو صلوٰۃ کی طرف طبعاً توجہ پیدا ہو جاتی ہے اس لئے بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ۔ کہہ کر یہ فرمایا کہ تمہارے لئے یہ مشکل کام نہیں ہے، آج تمہارے لئے یہ نسبتاً آسان ہے۔ چنانچہ اس تفسیر کو اس آیت کا دوسرا ٹکڑا خود کھول رہا ہے فرمایا وَاِنَّھَا لَکَبِیْرَۃٌ اِلَّا عَلَی الْخٰشِعِیْنَ کہ نماز پڑھنا، نماز کی حفاظت کرنا، نماز کے تقاضے پورے کرنا اور استقلال کے ساتھ اس پر جم جانا بظاہر اتنا آسان کام نہیں ہے۔ تم نمازیوں کو دیکھتے ہو کہ پانچ وقت نمازیں پڑھتے ہیں...... گھروں کو بھی نمازوں سے آباد رکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود نماز ایک بہت ہی بوجھل کام ہے کس لحاظ سے بوجھل ہے؟ اس کی تفسیر بہت وسیع ہے۔...... میں صرف یہاں اتنا پہلو بیان کرنا چاہتا ہوں کہ نماز کے سارے تقاضے پورے کرنا آسان کام نہیں ہے۔ ظاہری صورت میں نماز قائم بھی ہو جائے تو ایسی شکل ہوتی ہے جیسے برتن موجود ہو لیکن دودھ سے بھرا ہوا نہ ہو۔ اسے بھرنا اور پھر اس کی حفاظت کرنا اور پھر اسے پھیلانا بہت بڑے کام ہیں۔ **اقامۃ الصلوٰۃ میں تو اکیلی نماز پڑھنے کا کوئی تصور نہیں ہے نماز کو دوسروں میں رائج کرنے کے ساتھ یہ مضمون بندھا ہوا ہے اقامت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم نماز کیلئے کھڑے ہو جاؤ بلکہ مراد یہ بھی ہے کہ دوسروں کو نماز کیلئے کھڑا کرو۔** اسی لئے فرمایا بہت بھاری ہے اِلَّا عَلَی الْخٰشِعِیْنَ لیکن وہ لوگ جو خشوع سے کام لیتے ہیں جو خدا کی راہ میں بک جاتے ہیں، جو عاجز بن جاتے ہیں جن کے اندر درد پیدا ہوتا ہے ان کیلئے نماز آسان ہو جاتی ہے۔ یہ غم یہ خشوع و خضوع خود نماز کی حفاظت کرتا ہے اور اس کا وزن ہلکا کر دیتا ہے پھر وہ بوجھ محسوس نہیں ہوتی بلکہ اس میں پھر لذت پیدا ہو جاتی ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 8 نومبر 1985ء بحوالہ خطبات طاہر جلد چہارم صفحہ 884-885)

درس حدیث

ایمان اگر ثُریّا کے پاس پہنچ گیا......

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فَأُنْزِلَتْ عَلَیْهِ سُورَةُ الْجُمُعَةِ (وَآخَرِینَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوا بِهِمْ) قَالَ قُلْتُ مَنْ هُمْ یَا رَسُولَ اللّٰهِ فَلَمْ یُرَاجِعْهُ حَتّٰى سَأَلَ ثَلَاثًا، وَفِینَا سَلْمَانُ الْفَارِسِیُّ، وَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ یَدَهُ عَلٰى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْ كَانَ الْإِیمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ أَوْ رَجُلٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ ○

(بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۃ الجمعۃ **باب قولہ و آخرین منھم**......حدیث نمبر 4897)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ آپؐ پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی۔ جب آپؐ نے اُس کی آیت وَآخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعۃ:4) پڑھی، جس کے معنی یہ ہیں کہ کچھ بعد میں آنے والے لوگ بھی اُن صحابہ میں شامل ہوں گے جو ابھی ان کے ساتھ نہیں ملے۔ تو ایک آدمی نے پوچھا۔ یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں؟ جو درجہ تو صحابہ کا رکھتے ہیں لیکن ابھی اُن میں شامل نہیں ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اُس شخص نے تین دفعہ یہ سوال دہرایا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم میں بیٹھے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اُن کے کندھے پر رکھا اور فرمایا کہ لَوْ كَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ کہ اگر ایمان ثریا کے پاس بھی پہنچ گیا (یعنی زمین سے اُٹھ گیا) تو ان لوگوں میں سے کچھ لوگ اُس کو واپس لائیں گے۔ رَجُلٌ اور رِجَالٌ دونوں طرح کی روایتیں ہیں۔

بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مسیح ومہدی ہونے کا دعویٰ تو بعد کا ہے لیکن اس سے پہلے بھی آپ (دینِ حق) کی خدمت پر کمربستہ تھے۔ اور جب آپ کو الہامِ الٰہی کے تحت صدی کا مجدد ہونے کا علم ہوا تو آپ نے ایک اشتہار انگریزی اور اردو میں شائع فرمایا اور اعلان فرمایا کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اس صدی کا مجدد مقرر فرمایا ہے اور مَیں اس کام پر مامور کیا گیا ہوں کہ مَیں (دینِ حق) کی صداقت تمام دوسرے دینوں پر ثابت کروں اور دنیا کو دکھاؤں کہ زندہ مذہب، زندہ کتاب اور زندہ رسول اب (دینِ حق) اور قرآن اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میرے اندر روحانی طور پر مسیح ابن مریم کے کمالات ودیعت کئے گئے ہیں۔ اور آپ نے تمام دنیا کے مذاہب کو دعوت دی اور چیلنج کیا کہ وہ آپ کے سامنے آ کر (دینِ حق) کی صداقت کا بیشک امتحان لے لیں۔ اور اب (دینِ حق) ہی ہے جو روحانی امراض سے شفا کا ذریعہ بن سکتا ہے، نہ کہ کوئی اور دین۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18رفروری 2011ء از الفضل انٹرنیشنل 11رمارچ 2011ء ص6)

پیشگوئی مصلح موعود

قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے
اس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا
یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلّشانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت وعظمت ظاہر کرنے کیلئے ظاہر فرمایا ہے۔

سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

''خدائے رحیم وکریم بزرگ وبرتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جَلَّ شَانُہٗ وَعَزَّ اِسْمُہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایہ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام! خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دینِ (حق) کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ ﷺ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت ونسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اُس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ

خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔اور دل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے)۔دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَ الْعُلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ ۔جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔تب وہ اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ۔

اے منکرو اور حق کے مخالفو ! اگر تم میرے بندے کی نسبت شک میں ہو۔اگر تمہیں اس فضل و احسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندے پر کیا تو اس نشانِ رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو۔اور اگر تم پیش نہ کر سکو تو اس آگ سے ڈرو جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے۔''

(اشتہار 20 فروری 1886ء۔مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 100-103)

فرمایا:

''یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلّشانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت وعظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔اور درحقیقت یہ نشان ایک مُردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ واَولیٰ واکمل وافضل واتم ہے۔کیونکہ مُردہ کے زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جنابِ الٰہی میں دُعا کر کے ایک روح واپس منگوایا جاوے۔اس جگہ بفضلہ تعالیٰ واحسانہ وببرکت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دُعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری وباطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیاءِ موتی کے برابر معلوم ہوتا ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ نشان مُردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے۔''

(اشتہار 22 مارچ 1886ء۔مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 114-115)

پھر فرمایا:

''صریح دلی انصاف ہر یک انسان کا شہادت دیتا ہے کہ ایسے عالی درجہ کی خبر جو ایسے نامی اور اخص آدمی کے تولّد پر مشتمل ہے انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اور دُعا کی قبولیت ہو کر ایسی خبر کا ملنا بیشک یہ بڑا بھاری آسمانی نشان ہے، نہ یہ کہ صرف پیشگوئی ہے۔''

(اشتہار 8/اپریل 1886ء۔مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 117)

محمود کی آمین

یا رب ہے تیرا احساں میں تیرے در پہ قرباں
تیرا کرم ہے ہر آں تو ہے رحیم و رحماں
تو نے دیا ہے ایماں تو ہر زماں نگہباں
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

تو نے یہ دن دکھایا محمود پڑھ کے آیا
صد شکر ہے خدایا صد شکر ہے خدایا
دل دیکھ کر یہ احساں تیری ثنائیں گایا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

ہو شکر تیرا کیونکر اے میرے بندہ پرور
تیرا ہوں میں سراسر تو میرا رب اکبر
تو نے مجھے دیئے ہیں یہ تین تیرے چاکر
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

سب کام تُو بنائے لڑکے بھی تجھ سے پائے
تو نے ہی میرے جانی خوشیوں کے دن دکھائے
سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

یہ تین جو پسر ہیں تجھ سے ہی یہ ثمر ہیں
تو سچے وعدوں والا منکر کہاں کدھر ہیں
یہ میرے بار و بر ہیں تیرے غلام در ہیں
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

کر انکو نیک قسمت دے انکو دین و دولت
دے رشد اور ہدایت اور عمر اور عزت
کر انکی خود حفاظت ہو ان پر تیری رحمت
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

شیطاں سے دور رکھیو اپنے حضور رکھیو
ان پر میں تیرے قرباں رحمت ضرور رکھیو
جاں پر ز نور رکھیو دل میں سرور رکھیو
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

میری دعائیں ساری کریو قبول باری
ہم تیرے در پہ آئے لے کر امید بھاری
میں جاؤں تیرے واری کر تو مدد ہماری
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

لخت جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا
دن ہوں مرادوں والے پرنور ہو سویرا
دے اسکو عمر و دولت کر دور ہر اندھیرا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

اسکے ہیں دو برادر انکو بھی رکھیو خوشتر
کر فضل سب پہ یکسر رحمت سے کر معطر
تیرا بشیر احمد ۔ تیرا شریف اصغر
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

(محمود کی آمین، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 319-324)

ظہورِ مصلح موعود

''میری ساری خوشی اِسی میں ہے کہ میری خاک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کھیتی میں کھاد کے طور پر کام آ جائے اور اللہ تعالیٰ مجھ پر راضی ہو جائے۔''
''وہ مصلح موعود جس نے رسول کریم ﷺ اور حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیوں کے ماتحت دنیا میں آنا تھا اور جس کے متعلق یہ مقدر تھا کہ وہ (دین حق) اور رسول کریم ﷺ کے نام کو دنیا کے کناروں تک پھیلائے گا......وہ مَیں ہی ہوں''
''کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے''

(مکرم نوید مبشر شاہد صاحب، نائب مدیر)

سیدنا حضرت مصلح موعود نے جلسہ سالانہ قادیان 28 دسمبر 1944ء کے موقع پر اپنے معرکۃ الآراء خطاب میں فرمایا:

''چونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر یہ انکشاف کیا گیا ہے اِس لئے کو مَیں پہلے بھی مختلف مقامات پر اِس کا اعلان کر چکا ہوں مگر اَب جبکہ ساری جماعت یہاں جمع ہے مَیں اِس کے سامنے ایک بار پھر یہ اعلان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے اِذن اور اِسی کے انکشاف کے ماتحت میں اِس امر کا اقرار کرتا ہوں کہ وہ مصلح موعود جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کے ماتحت دنیا میں آنا تھا اور جس کے متعلق یہ مقدر تھا کہ وہ (دین حق) اور رسول کریم ﷺ کے نام کو دنیا کے کناروں تک پھیلائے گا، اور اِس کا وجود خدا تعالیٰ کے جلالی نشانات کا حامل ہوگا، وہ مَیں ہی ہوں اور میرے ذریعہ ہی وہ پیشگوئیاں پوری ہوئی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ایک موعود بیٹے کے متعلق فرمائی تھیں۔ یاد رہے کہ میں کسی خوبی کا اپنے لئے دعوے دار نہیں ہوں۔ میں فقط خدا تعالیٰ کی قدرت کا ایک نشان ہوں اور محمد رسول اللہ ﷺ کی شان کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے ہتھیار بنایا ہے۔ اِس سے زیادہ نہ مجھے کوئی دعویٰ ہے نہ مجھے کسی دعویٰ میں خوشی ہے۔ میری ساری خوشی اِسی میں ہے کہ میری خاک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کھیتی میں کھاد کے طور پر کام آ جائے اور اللہ تعالیٰ مجھ پر راضی ہو جائے اور میرا خاتمہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے قیام کی کوشش پر ہو۔

مجھے کسی دعوے کا شوق نہیں ہے اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ کے انبیاء بھی جب خدا اُن کو کہتا ہے تو وہ دعوے کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ خود اُن کو دعویٰ کرنے کا شوق نہیں ہوتا۔ میری ذاتی کیفیت تو جیسا کہ میں نے بارہا کہا ہے یہ ہے کہ اگر خدا مجھ سے دین کی خدمت کا کام لے لے تو چاہے کوئی شخص میرا نام چوڑھا یا چوڑھے سے بھی بدتر رکھ دے مجھے اِس کی کوئی پرواہ نہیں ہو سکتی مگر چونکہ خدا نے مجھے دعویٰ کرنے کیلئے کہا ہے اور چونکہ اِس اجتماع میں بعض ایسے لوگ بھی ہو سکتے ہیں جن کو میرے ساتھ زندگی بسر کرنے کا موقع نہ ملا ہو اور وہ اِس امر کو نہ سمجھتے ہوں کہ مَیں سچ بولنے والا ہوں یا جھوٹ بولنے والا ہوں اِس لئے جس طرح پہلے مختلف مقامات پر میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اِس امر کا اعلان کر چکا ہوں اِسی طرح اب جب کہ

جماعتوں کے نمائندے یہاں ہزاروں کی تعداد میں چاروں طرف سے جمع ہیں اور غیر بھی سینکڑوں کی تعداد میں یہاں موجود ہیں مَیں اللہ تعالیٰ کی جو زمین اور آسمان کو پیدا کرنے والا ہے۔ جس نے مجھے بھی پیدا کیا اور میرے آباؤ اجداد کو بھی۔ جس کی بادشاہت سے کوئی چیز باہر نہیں۔ جس کا مقابلہ کرنا انسان کو لعنتی بنادیتا اور دینی اور دُنیوی تباہیوں کا مستوجب بنادیتا ہے مَیں اُسی وحدہٗ لاشریک خدا کی جو قرآن، (دینِ حق) اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خدا ہے قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ میں نے اس وقت جو رؤیا بیان کیا ہے وہ میں نے حقیقتاً اسی رنگ میں دیکھا تھا اور میں نے بغیر کسی قطع و برید کے اور بغیر کسی زیادتی کے (سوائے اس کے کہ رؤیا کو بیان کرتے ہوئے کوئی لفظ بدل گیا ہو) اس کو اسی طرح بیان کیا ہے جس طرح مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ رؤیا دکھایا گیا۔ اگر میں اپنے اس بیان میں جھوٹا ہوں تو اللہ تعالیٰ مجھے جھوٹوں کی سزا دے لیکن میں جانتا ہوں کہ جو کچھ مَیں نے بیان کیا ہے وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی مجھے دکھایا گیا ہے اور خدا تعالیٰ خود ایک نظارہ دکھا کر اپنے کسی بندہ کو ذلیل نہیں کیا کرتا۔

مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ایسی خبر اَب تک نہیں ملی کہ میرے ذمہ کوئی کام باقی ہے یا نہیں لیکن خواہ میری زندگی میں سے ایک منٹ بھی باقی رہتا ہو میں پورے یقین اور وثوق کے ساتھ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا دشمن خواہ کتنا زور لگا لے وہ (دینِ حق) کی تاریخ سے میرا نام نہیں مٹا سکتا کیونکہ میں راستباز ہوں اور میں نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر دنیا کو یہ اطلاع دی ہے اپنی طرف سے کوئی بات بیان نہیں کی۔

(الموعود تقریر جلسہ سالانہ قادیان 28 دسمبر 1944ء، از انوار العلوم جلد 17 صفحہ 559-561)

کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے

سیدنا مصلح موعود نور اللہ مرقدہ پیشگوئی مصلح موعود اور اس کے ظہور کے بارہ میں فرماتے ہیں:

"آپ لوگ جانتے ہیں..... وہ لڑکا مَیں ہی ہوں جو بارہ تیرہ سال تک خنازیر کے مرض میں مبتلا رہا۔ میں ہی وہ ہوں جو مہینوں نہیں سالوں مدقوق و مسلول لوگوں کی طرح بیمار رہا جیسے ہماری زبان میں بعض لوگوں کے متعلق کہا کرتے ہیں کہ وہ ہینگ لگتے نہیں ہیں۔ میں ہی وہ ہوں جو نہایت کمزور، دُبلا اور نحیف تھا۔ پھر میں ہی وہ ہوں جس کی آنکھوں میں تیرہ چودہ سال کی عمر میں شدید ککرے ہو گئے اور میں پڑھائی کے ناقابل ہو گیا یہاں تک کہ میں بورڈ کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ میں ہی وہ ہوں مڈل میں بھی فیل ہوا اور انٹرنس میں بھی۔ اور میں ہی وہ ہوں جسے انگریزی کا ایک معمولی لفظ Two بھی نہیں لکھنا آتا تھا اور جس نے Two کی بجائے Tow لکھ دیا۔ پھر میں ہی وہ ہوں جس کے خلاف جماعت کے بڑے بڑے لوگ کھڑے ہو گئے۔ تمام محکموں پر ان کا قبضہ تھا، مدرسہ ان کے پاس تھا، لنگر ان کے پاس تھا، ریویو ان کے پاس تھا، جماعت کا انتظام ان کے ہاتھوں میں تھا، خزانہ ان کے پاس تھا اور مختلف عُہدے ان کو حاصل تھے۔ پھر میں ہی وہ ہوں جو اپنا بھی مخالف تھا چنانچہ میں نے مولوی محمد علی صاحب کے سامنے خود یہ تجویز پیش کی تھی کہ آپ خلافت کا انکار نہ کریں کسی ایک شخص کا نام پیش کر دیں میں سب سے پہلے اُس کے ہاتھ پر بیعت کرنے کو تیار ہوں مگر باوجود اس کے کہ میں نے مولوی محمد علی صاحب کو یہ کہا

کہ آپ کسی کا نام پیش کریں میں اُس کی بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں چونکہ خدا کا منشا یہ تھا کہ اِس شہر میں اُس نے جو الہامات نازل فرمائے تھے اُن کو پورا کرے اور دنیا کو اپنی قدرت کا نشان دکھائے اس لئے ان کی عقل پر ایسے پتھر پڑ گئے کہ انہوں نے میری اس بات کو تسلیم نہ کیا اور چونکہ جماعت اِس بات پر مُصر تھی کہ کسی شخص کو خلیفہ ضرور بنایا جائے اس لئے مولوی محمد علی صاحب کی بات کو کسی نے نہ مانا اور جماعت نے مجھے اپنا خلیفہ بنالیا۔

میں بتا چکا ہوں کہ میں تعلیم سے بچپن سے ہی کورا ہوں وہ سمجھتے تھے کہ ایسا آدمی جب ایک علمی جماعت کا امام بنے گا تو جماعت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی اور اِس میں کیا شبہ ہے کہ ظاہری حالات کے لحاظ سے اس بات کا امکان ہو سکتا تھا۔ چنانچہ اُس وقت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب جو ایک کامیاب ڈاکٹر تھے، انہوں نے باہر نکل کر ہمارے مدرسہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا آج ہم تو جا رہے ہیں کیونکہ جماعت نے ہمارے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا لیکن تم تھوڑے ہی دنوں تک دیکھو گے کہ اِس مدرسہ پر عیسائی قابض ہو جائیں گے اور تمام عمارت ان کے پاس چلی جائے گی۔ یہ اُس وقت کہا گیا تھا جب ہمارے سالانہ جلسہ پر دو اڑھائی ہزار آدمی آیا کرتے تھے اور اُس وقت کہا گیا تھا جب خزانہ میں صرف گیارہ بارہ آنے کے پیسے تھے اور سترہ اٹھارہ ہزار روپیہ قرض تھا۔ یہ لوگ جو بڑے بڑے مالدار تھے اور جماعت میں عزت اور وقار رکھتے تھے انہوں نے سمجھا کہ جب ہم قادیان کو چھوڑ کر چلے جائیں گے تو جماعت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی اُس وقت میری عمر پچیس سال کی تھی اور میری ساری عمر بیماریوں میں گزر گئی تھی۔ میں نے دینی یا دُنیوی تعلیم کسی مدرسہ میں حاصل نہیں کی تھی اور میرے مقابلہ میں جو لوگ کھڑے تھے وہ قوم کے لیڈر، سردار اور معزز تھے، پس دُنیوی لحاظ سے یہی خیال کیا جا سکتا تھا کہ وہ قوم ڈوب جائے گی جسے ایسا راہنما اور سردار ملا ہو لیکن جس وقت اُنہوں نے یہ کہا کہ اِس مدرسہ پر عیسائی قابض ہو جائیں گے اور تمام عمارتیں اُن کے پاس چلی جائیں گی اور جس وقت انہوں نے یہ کہا کہ اب قوم ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی اُس وقت میں اپنے گھر میں گیا اور میں نے اپنے خدا سے یہ دعا کی کہ خدایا! میں اِس عُہدے کے لئے کبھی متمنی نہیں ہوا، میں نے کبھی تجھ سے نہیں چاہا کہ تو مجھے خلیفہ مقرر کردے۔ اب جب کہ تو نے مجھے خلیفہ بنایا ہے اور تو نے خود مجھے اس کام کے لئے چُنا ہے تو اے میرے ربّ! تو مجھے طاقت بھی دے جس سے میں ان صنادید کا مقابلہ کر سکوں ورنہ میرے اندر اِن کا مقابلہ کرنے کی قطعاً طاقت نہیں۔ اِن میں سے بعض میرے اُستاد ہیں اور باقی ایسے ہیں جن کا انجمن کے مال اور محکموں پر قبضہ ہے اُس وقت ہمارے اندر اتنی طاقت بھی نہ تھی کہ اگر یہ لوگ ہمیں کہتے (بیت) سے نکل جاؤ تو ہم اپنی (بیت) میں بھی ٹھہر سکتے۔ غرض میں نے خدا سے یہ دعا کی۔ رات کو جب مَیں لیٹا تو مجھے الہام ہوا۔

”کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے“

اور چونکہ اِن لوگوں نے کہا تھا کہ جماعت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی اور آج سے وہ تباہی وبربادی کے راستہ پر چل پڑے گی اس لئے خدا نے مجھے الہام کیا کہ لَیُمَزِّقَنَّھُمْ اے محمود! یہ لوگ جو اپنے علم اور اپنی طاقت اور اپنے جتھے اور اپنی دولت کے دعوے کر رہے ہیں ہم ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔ چنانچہ میں نے اُسی وقت اس مضمون کا ایک اشتہار شائع کر دیا وہ اشتہار آج تک موجود ہے غیر بھی گواہی دے سکتے ہیں اور اپنے بھی کہ اُس میں جو کچھ لکھا گیا تھا وہ کس شان سے پورا ہوا۔ میں نے

اُس اشتہار کا ہیڈنگ ہی یہ رکھا تھا کہ ’’کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے‘‘۔

پھر میں نے کہا تھا کہ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ لَیُمَزِّقَنَّھُمْ وہ ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ اُس وقت ہماری جماعت کا پچانوے فیصدی حصہ ان کے ساتھ تھا اور پانچ فیصدی ہمارے ساتھ تھا اور وہ لوگ فخر کے ساتھ اس بات کو شائع کرتے تھے کہ ہم وہ ہیں جن کے ساتھ جماعت کی اکثریت ہے اور یہ بات ہمارے حق پر ہونے کا کھلا ثبوت ہے۔ لیکن ابھی تین ہفتے اس الہام پر نہیں گزرے تھے کہ جماعت کے پچانوے فی صدی حصہ نے میری بیعت کر لی اور پانچ فیصد ان کے ساتھ رہ گئے۔ یہ خدا کا وہ نشان ہے جو اُس نے پورا کیا اور جس میں بانی سلسلہ احمدیہ نے یہ خبر دی تھی کہ میرا ایک بیٹا ہوگا جو میرا خلیفہ ہوگا اور خدا اُس کی تائید کرے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہر مقام پر میری تائید اور نصرت کرنی شروع کر دی......

اللہ تعالیٰ نے مجھے رؤیا میں بتایا کہ مجھے اُس کی طرف سے قرآن کریم کا علم عطا کیا گیا ہے اور چونکہ قرآن کریم کے علم میں دنیا کے سارے علوم شامل ہیں اس لئے اس کے بعد جماعت اور (دینِ حق) کیلئے مجھے جس علم کی بھی ضرورت محسوس ہوئی وہ خدا نے مجھے سکھا دیا۔ چنانچہ آج میں دعوے کے ساتھ یہ اعلان کرتا ہوں بلکہ آج سے نہیں بیس پچیس سال سے میں یہ اعلان کر رہا ہوں کہ **دنیا کا کوئی فلاسفر، دنیا کا کوئی پروفیسر، دنیا کا کوئی ایم۔اے، خواہ وہ ولایت کا پاس شدہ ہی کیوں نہ ہو اور خواہ وہ کسی علم کا جاننے والا ہو، خواہ وہ فلسفہ کا ماہر ہو، خواہ وہ منطق کا ماہر ہو، خواہ وہ علم النفس کا ماہر ہو، خواہ وہ سائنس کا ماہر ہو، خواہ وہ دنیا کے کسی علم کا ماہر ہو میرے سامنے اگر قرآن اور (دینِ حق) پر کوئی اعتراض کرے تو نہ صرف میں اُس کے اعتراض کا جواب دے سکتا ہوں بلکہ خدا کے فضل سے اُس کا ناطقہ بند کر سکتا ہوں۔ دنیا کا کوئی علم نہیں جس کے متعلق خدا نے مجھ کو معلومات نہ بخشی ہوں اور اِس قدر صحیح علم جو اپنی زندگی درست رکھنے یا قوم کی راہنمائی کے لئے ضروری ہو مجھ کو نہ دیا گیا ہو۔**

......جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہوئے اُس وقت صرف ہندوستان اور کسی قدر افغانستان میں جماعت احمدیہ قائم تھی باقی کسی جگہ احمدیہ مشن قائم نہیں تھا۔ مگر جیسا کہ خدا نے پیشگوئی میں بتایا تھا ’’وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا‘‘۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی کہ مختلف ممالک میں احمدیہ مشن قائم کروں۔ چنانچہ میں نے اپنی خلافت کے ابتدا میں ہی انگلستان، سیلون اور ماریشس میں احمدیہ مشن قائم کئے۔ پھر یہ سلسلہ بڑھا اور بڑھتا چلا گیا چنانچہ ایران میں، روس میں، عراق میں، مصر میں، شام میں، فلسطین میں، لیگوس نائیجیریا میں، گولڈ کوسٹ میں، سیرالیون میں، ایسٹ افریقہ میں، یورپ میں سے انگلستان کے علاوہ سپین میں، اٹلی میں، زیکوسلواکیہ میں، ہنگری میں، پولینڈ میں یوگوسلاویہ میں، البانیہ میں، جرمنی میں، یونائیٹڈ اسٹیٹس امریکہ میں، ارجنٹائن میں، چین میں، جاپان میں، ملایا میں، سٹریٹ سیٹلمنٹس (سنگاپور ملایا وغیرہ) میں، سماٹرا میں، جاوا میں، سماٹرا میں، جاوا میں، سرو بایا میں، کاشغر میں خدا کے فضل سے مشن قائم ہوئے۔......غرض دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جو آج سلسلہ احمدیہ سے واقف نہ ہو، دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جو یہ محسوس نہ کرتی ہو کہ احمدیت ایک بڑھتا ہوا سیلاب ہے جو ان کے ملکوں کی طرف آ رہا ہے۔ حکومتیں اس کے اثر کو محسوس کر رہی ہیں۔‘‘

(دعویٰ مصلح موعود کے متعلق پُرشوکت اعلان، از انوار العلوم جلد 17 صفحہ 152-155)

ملّت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

سیدنا حضرت مصلح موعود سے وابستہ چند مشاہدات اور یادیں

(مکرم منیر احمد صاحب بانی کلکتہ)

تصورات کی دنیا حدود و قیود سے آزاد اور بلند ہوتی ہے۔ میرا تخیل مجھے آج خدا تعالیٰ کے دربار میں لے گیا۔ یہاں وہ احباب حاضر ہیں جنہوں نے حضرت المصلح الموعود کا زمانہ پایا۔ آپ کی صحبت نصیب ہوئی۔ اور آپ کے روح پرور خطابات اور تقاریر سے محظوظ ہوتے رہے۔ اس جماعت کی کسی حقیر خدمت پر خدا تعالیٰ خوشی کا اظہار فرماتا ہے اور اپنے بندوں سے کہتا ہے کہ آج مانگو! جو مانگنا ہے تو میری چھٹی حس کہتی ہے کہ مومنین کے اس طائفہ کی مشترک درخواست اور متفقہ میمورنڈم یہی ہوگا کہ مولیٰ کریم پروردگار! ایک مرتبہ پھر دنیا میں بھیج دے۔ قادیان کی وہی راتیں ہوں اور حضرت المصلح الموعود کی وہی باتیں ہوں۔ وہی مجلس عرفان اور وہی روحانیت کا انتشار! خدا تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق حضرت المصلح الموعود کو لاکھوں عشاق عطا فرمائے لیکن یہ خاکسار جب حضور پر عاشق ہوا تو میری عمر صرف پانچ سال تھی۔ اخبار الفضل اور دوسرے دینی رسائل ہماری دکان پر آتے تھے۔ والد صاحب مرحوم (میاں محمد صدیق صاحب بانی) شام کو گھر آتے تو ان اخبارات و رسائل سے حضور کا کلام معرفت اور احباب جماعت کو نصائح آسان زبان میں بچوں کے ذہن نشین کراتے۔ والد صاحب کی حضور سے باقاعدہ خط و کتابت تھی۔ اکثر و بیشتر جواب پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کا لکھا ہوا موصول ہوتا تھا۔ لیکن کبھی کبھار حضور اپنے ہاتھ سے بھی خط رقم فرماتے۔ انسان کی فطرت میں خدا تعالیٰ نے یہ بات رکھ دی ہے کہ جب کسی ان دیکھی شخصیت کا ذکر اس کے سامنے کیا جائے تو اس شخصیت کی خوبیوں کی مناسبت سے ایک خیالی تصویر اس کے ذہن پر نقش ہو جاتی ہے۔ حضور کی روزانہ تعریف و توصیف سن کر میں گویا غائبانہ عاشق ہو گیا اور میرے دل و دماغ پر ایک انتہائی حسین و جمیل شخصیت کے نقوش ابھر آئے۔

جلسہ سلور جوبلی

1939ء کا جلسہ سالانہ سلور جوبلی کا جلسہ تھا۔ بچے بھی اس موقعہ پر قادیان جانے کے لئے بضد ہوئے۔ اس زمانہ میں جلسہ کی برکات اور فوائد کا تو علم نہ تھا قادیان جانے کا مقصد صرف حضور کا دیدار حاصل کرنا تھا۔ جلسہ سالانہ کے پہلے روز سردی بڑی شدت کی تھی اس لئے کسی قدر تاخیر سے جلسہ گاہ میں پہنچے۔ سٹیج سے بہت دور جگہ ملی۔ حضور افتتاحی تقریر کے لئے سٹیج پر رونق افروز تھے۔ اور کوئی دوست درثمین سے محمود کی آمین کے یہ اشعار بڑی خوش الحانی سے پڑھ رہے تھے:

لختِ جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا
دے اس کو عمر و دولت کر دور ہر اندھیرا
دن ہوں مُرادوں والے پُرنُور ہو سویرا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی

بچپن اور سٹیج سے دُوری کے باعث میں حضور کا چہرہ نہ دیکھ سکا۔ اشتیاق اور بڑھ گیا بالآخر وہ مبارک گھڑی آن پہنچی۔ غالباً مدرسہ احمدیہ کے چوک میں بنگال کی تمام جماعتیں ایک لمبی قطار میں ایستادہ تھیں۔ حضور نے باری باری سب کو شرف مصافحہ بخشا۔ جب ہماری باری آئی تو والد صاحب نے

میرا ہاتھ پکڑ کر جلدی سے حضور کے ہاتھ میں دے دیا۔ اس وقت خاکسار نے پہلی دفعہ حضور کے دیدار سے آنکھیں روشن کیں۔ میں نے اپنے دماغ میں حضور کا جو تصور قائم کر رکھا تھا اس سے کہیں زیادہ حسین وجمیل! مصافحہ سے ایک بجلی کی رَو میرے بدن سے گزر گئی۔ خاکسار شعور کے پختہ ہونے تک بجلی کی اس رَو پر حیران رہا لیکن کبھی کسی سے ذکر نہ کیا۔ بعد ازاں بہت سے بزرگان سے ایسے واقعات سنے اور کتابوں میں پڑھا کہ خدا تعالیٰ کے فرستادوں اور روحانیت سے معمور شخصیتوں کا لمس حاصل ہونے پر بعض دفعہ بجلی کی سی رَو بدن سے گزرتی ہے جس کی لذت صرف محسوس کی جا سکتی ہے۔ تحریر و تقریر اس کا احاطہ کرنے سے قاصر ہے۔ 1943ء میں ہمارا خاندان قادیان آبسا۔ حضور کی خدمت میں کئی دفعہ حاضر ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ہر ملاقات کے دل پر گہرے نقوش ثبت ہیں۔ چند ذاتی مشاہدات اور یادیں ہدیہ قارئین ہیں:

جو سیب کھائے ہیں وہ کیا تھا؟

قادیان میں حضرت ام طاہر کا وجود سراپا شفقت و محبت تھا۔ ان سے ملنے والی ہر خاتون یہی سمجھتی تھی کہ آپ سب سے زیادہ مجھ سے ہی محبت کرتی ہیں۔ والدہ صاحبہ کو انہوں نے اپنی بیٹی بنایا ہوا تھا۔ والدہ صاحبہ کے ہمراہ ہم بچے بھی ہفتہ میں دو تین بار حضرت مرحومہ کے ہاں جاتے۔ اکثر حضرت المصلح الموعود بھی وہاں تشریف فرما ہوتے۔ گھریلو ماحول میں انہیں بہت قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ عام طور پر خدا رسیدہ بزرگان کے بارہ میں یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ وہ بہت خشک اور خاموش ہوتے ہونگے۔ لیکن حضرت المصلح الموعود سے زیادہ زندہ دل شخصیت میں نے نہیں دیکھی۔ آپ اکثر اپنی بات کی وضاحت کے لئے دلچسپ لطائف بیان فرماتے جو کہ میں گھر آ کر اپنی نوٹ بک پر درج کرتا۔ ایک دن ہم بہن بھائیوں نے حضرت امّ طاہر سے درخواست کی کہ حضور کا کوئی تبرک عنایت فرماویں۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور قصر خلافت میں ہیں۔ خود جا کر مانگ لو۔ چنانچہ ہم تینوں چلے گئے۔ حضور اپنے کمرہ میں فرش پر لیٹے ہوئے تھے اور کسی کتاب کا مطالعہ فرما رہے تھے۔ سلام عرض کرنے پر اٹھ کر بیٹھ گئے اور اتنے تپاک اور شفقت سے حال دریافت فرمایا کہ گویا حضور ہمارا ہی انتظار فرما رہے تھے۔ پوچھا بچو! کیسے آنا ہوا؟ ہم نے مدّعا عرض کیا کہ کوئی تبرک عنایت فرمائیں۔ حضور نے ریفریجریٹر سے تین عدد عمدہ سیب نکال کر دیئے اور خود پھر کتاب پڑھنے میں منہمک ہو گئے۔ ہم بھائیوں نے وہیں بیٹھ کر سیب کھائے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضور کی توجہ ہماری طرف ہوئی تو فرمایا بچو! اب کیوں بیٹھے ہو۔ خاکسار نے عرض کیا کہ تبرک کے لئے درخواست کی تھی۔ حضور زیرِ لب مسکرائے اور فرمایا جو سیب کھائے ہیں وہ کیا تھا؟ بچپن کی سادگی تھی ہم نے عرض کیا وہ تو ہم نے کھا لئے۔ کوئی ایسی چیز دیں جو ہمارے پاس رہے۔ اس پر حضور نے تین خوبصورت رُومال عنایت فرمائے۔ اور ہم اجازت لے کر چلے آئے۔ 1946ء کے فسادات میں کلکتہ میں ہمارا مکان جل گیا تو ان تبرکات سے ہم محروم ہو گئے لیکن اپنے محبوب کے مقدس ہاتھوں سے جو سیب کھائے تھے ان کی لذت اور شیرینی تا دمِ واپسیں نہ بھولے گی!!

دفتر اول کے مجاہدین

ایک دن والدہ صاحبہ کے ہمراہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے والدہ صاحبہ سے تحریک جدید میں شمولیت کے تعلق سے دریافت فرمایا۔ انہوں نے بتایا کہ میں اور سیٹھ صاحب 34ء سے ہی اس تحریک میں بفضلہ تعالیٰ شامل

ہیں۔حضور نے فرمایا کہ آپ دونوں کے متعلق مجھے علم ہے میں بچوں کے بارہ میں پوچھ رہا ہوں۔والدہ صاحب نے اپنے تین لڑکوں اور دو بچیوں کی طرف سے دس روپیہ سالانہ کے حساب سے دس سال کیلئے مبلغ پانصدر روپے وہیں ادا کئے۔ حضور نے بہت خوشنودی کا اظہار فرمایا۔دفتر تحریک جدید قصر خلافت کے قریب ہی تھا۔رقم آپ نے وہاں بھجوادی اور دو تین روزبعد حضور کے دستخطوں سے مزیّن دس سالہ سرٹیفکیٹ ہم پانچ بہن بھائیوں کو خود عنایت فرمائے اور حضور کی اس مہربانی سے ہم پانچوں اب دفتر اوّل کے مجاہدین میں شامل ہیں۔

وہ علوم ظاہری وباطنی سے پُر کیا جائے گا

1943ء میں والد صاحب نے ارادہ کیا کہ قادیان میں اپنا مکان خرید لیں۔مختلف محلہ جات میں مکانات دیکھے بالآخر محلّہ دارالبرکات میں ایک نیا تعمیر شدہ مکان پسند آیا۔یہ اس وقت مکرم شیخ فضل حق صاحب ریلوے گارڈ کی ملکیت تھا۔ گارڈ صاحب نے کہا میں نے بڑے شوق سے اپنے اور اپنے اہل وعیال کیلئے یہ مکان بنوایا تھا۔کسی خانگی ضرورت کے پیش نظر فروخت کرنا پڑ رہا ہے۔قیمت فروخت انہوں نے بارہ ہزار بتلائی لیکن یہ شرط رکھی کہ کسی سے مکان کی فروختگی کا ذکر نہ کریں۔دودن تک مجھے Yes یا No بتلادیں۔والد صاحب نے کہا مجھے قادیان میں مکان وغیرہ کی قیمتوں کا مطلقاً اندازہ نہیں ہے۔آپ اجازت دیں۔ میں صرف حضرت صاحب سے مشورہ کروں گا۔ چنانچہ والد صاحب مرحوم خاکسار کو ہمراہ لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساری بات بیان کی۔حضور نے فرمایا گارڈ صاحب کی بیٹی احمدی بیگم کی شادی ہوئی تھی تو میں بھی اس مکان میں گیا تھا۔ بڑے ہال کمرہ میں مہمانوں کو بٹھایا گیا تھا۔والد صاحب نے عرض کیا کہ اس ہال کمرہ کے چاروں کونوں پر اتنے رقبہ کے چار کمرے ہیں۔حضور نے دومنٹ انگلیوں پر حساب کیا اور فرمایا کہ گارڈ صاحب نے یہ مکان ایک سال قبل بنوایا تھا میرے اندازے کے مطابق ان کی لاگت اس مکان پر پونے گیارہ ہزار روپے ہے۔اس لحاظ سے بارہ ہزار بہت مناسب قیمت ہے۔ہم لوگ واپس گارڈ صاحب کے یہاں آئے اور مکان کا سودا طے کر کے بیعانہ دے دیا۔ والد صاحب نے گارڈ صاحب سے کہا کہ سودا تو ہوگیا۔اب آپ کے یہ بتلانے میں کچھ حرج نہیں ہے کہ یہ مکان بنوانے پر آپ کا کتنا خرچ آیا۔گارڈ صاحب نے بتلایا قریباً پونے گیارہ ہزار۔اس پر والد صاحب نے گارڈ صاحب کو حضور کے ساتھ اپنی گفتگو تفصیل کے ساتھ سنائی۔سارے موجود الوقت احباب بہت ہی خوش ہوئے۔خدا تعالیٰ کی پیشگوئی میں درج ہے وہ علوم ظاہری وباطنی سے پُر کیا جائے گا۔والد صاحب نے بتلایا میں کلکتہ میں بڑے بڑے انجینئروں سے مکانات کی مالیت کے اندازے لگواتا ہوں۔مہینوں کی مغز ماری کے بعد بھی ان کا تخمینہ اکثر غلط ہوتا ہے۔لیکن خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی کتنی شان سے پوری ہوئی کہ حضور نے قصر خلافت میں ہی بیٹھ کر صرف دومنٹ میں مکان کی مالیت کا کس قدر صحیح اندازہ بتلادیا۔

تقویٰ،تقویٰ اور پھر محنت،عزم اور ایثار

خاکسار نے 1948ء میں تعلیم الاسلام کالج لاہور میں داخلہ لیا۔ان دنوں حضرت المصلح الموعود کا قیام رتن باغ لاہور میں تھا۔ 1947ء میں ہجرت کی وجہ سے انتہائی بے سروسامانی کا عالم تھا۔حضور کے تفکرات کئی چند ہو چکے تھے۔ لیکن ان ایام میں ایسے حالات میں بھی طلبہ پر حضور غیر معمولی شفقت کا اظہار فرماتے۔تعلیم الاسلام کالج میں جب بھی کوئی

تقریب منعقد ہوتی تو حضور اکثر تشریف لا کر خطاب سے نوازتے۔ طلباء اگر حضور سے ملاقات کی غرض سے رتن باغ جاتے تو میرا تاثر یہ ہے کہ غالباً پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو ہدایت تھی کہ طلبہ کا خاص خیال رکھا جائے اور اکثر و بیشتر انہیں ملاقات کا وقت دیا جائے۔ 18 ستمبر 1949ء کو طلبہ کا ایک وفد پروفیسر سلطان محمود شاہد صاحب کی قیادت میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور قالین پر تشریف فرما تھے۔ ہم بھی حضور کے قدموں میں جا کر بیٹھ گئے۔ طلبہ نے اپنی اپنی نوٹ بکیں پیش کیں۔ حضور نے ان پر نصائح لکھ کر دیں۔ خاکسار کی ڈائری پر رقم فرمایا:

"تقویٰ، تقویٰ اور تقویٰ اور پھر محنت عزم اور ایثار۔
مرزا محمود احمد"

اس وفد میں مکرم مبارک احمد صاحب مدراسی بھی شامل تھے۔ ان کی کاپی پر حضور نے رقم فرمایا:

"فضولیات سے پرہیز کرو"

بعد ازاں حضور نے طلبہ کو نصائح سے نوازا کہ آپ کو بے حد محنت کی ضرورت ہے۔ حالات سرعت سے بدل رہے ہیں۔ پاکستان میں احمدیت کی مخالفت بہت تیز ہو جائے گی۔ اگر کسی وقت بھی جماعت بے سر ہو جائے تو ہر شخص اپنے آپ کو ستون سمجھے۔ اور جماعت کو منتشر ہونے سے بچائے۔ (اپنی ڈائری سے اقتباس)

اطاعت کی برکات

1944ء میں اللہ تعالیٰ نے الہاماً حضور کو بتلایا کہ آپ ہی پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہیں۔ یوں تو منصب خلافت پر متمکن ہونے کے بعد سے ہی حضور کی تقاریر اور خطبات مسحور کن ہوتے تھے لیکن اس انکشاف کے بعد تو حضور کے جلال و جمال پر گویا نکھار آ گیا۔ والد صاحب مرحوم ہر سال ایک دو ماہ کے لئے قادیان آیا کرتے تھے اور قادیان کے روحانی ماحول اور برکات پر فدا تھے۔ آپ اکثر کہا کرتے تھے کہ مُغل شہنشاہ شاہجہان کا یہ قول لال قلعہ دہلی کے دیوان خاص میں کندہ ہے کہ:

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

روحانی اعتبار سے مذکورہ شعر کی مصداق صرف قادیان کی مقدس سرزمین ہے، روحانیت کا سمندر ہے جس میں ہر شخص اپنے ظرف کے مطابق غوطہ زن ہوتا ہے اور استغفار کرتا رہے۔ **کلکتہ سے دو ماہ کے لئے قادیان آتا ہوں تو دل پر لگے ہزارہا زنگ چھوٹ جاتے ہیں اور قادیان کی محبت ایک مقناطیسی کشش اپنے اندر رکھتی ہے۔** بقول شاعر:

ہم نہ کشمیر میں جائیں نہ دل شملہ میں بہلائیں!
موافق آ گئی آب و ہوائے قادیاں اچھی

1944ء میں جب والد صاحب آئے تو جیسا کہ میں نے اوپر عرض کیا ہے حضور کا جلال و جمال کئی گنا Multiply ہو چکا تھا۔ روزانہ ہم لوگ مجلس علم و عرفان میں حاضر ہوتے اور اکثر رات دس گیارہ بجے واپس گھر آتے۔ والد صاحب ایسے مسحور ہوئے کہ انہوں نے مصمم ارادہ کرلیا کہ کاروبار چھوڑ کر قادیان میں دُھونی رما کر بیٹھ جائیں گے۔ آپ کا کہنا تھا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اتنی دولت سے نوازا ہے کہ میری تین چار پشتوں کے لئے کافی ہے۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ نہیں پایا لیکن یہ امر میرے اپنے اختیار میں نہیں تھا۔ میری انتہائی خوش قسمتی اور خوش بختی ہے کہ چنیوٹ کی سنگلاخ زمین میں پیدا ہونے کے باوجود مجھے مامور زمانہ پر ایمان لانے کی توفیق ملی اور میں اس موعود کی روحانیت سے مستفید ہوا جو حسن و احسان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہی نظیر ہے۔ یہ شعر اکثر آپ کے ورد زبان رہتا کہ:

اک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

والدہ صاحبہ کئی وجوہات سے اس پروگرام کی سخت مخالف تھیں۔ گھر کی فضا ہفتہ عشرہ بہت کشیدہ رہی۔ مذکورہ پروگرام کی موافقت اور مخالفت میں روزانہ ہی دلچسپ مباحثہ ہوتا۔ والد صاحب کئی واقعات سناتے کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فلاں فلاں (رفیق) کو اور حضرت مولوی نورالدین صاحب کو ارشاد فرمایا کہ قادیان آکر سکونت اختیار کرو۔ والدہ صاحبہ کی دلیل تھی کہ ایک لحاظ سے تو قادیان میں ہی آپ کی سکونت ہے۔ مکان خرید لیا ہے۔ بال بچے یہاں کے روحانی ماحول میں پرورش پارہے ہیں لیکن بچوں کا مستقبل اس امر کا متقاضی ہے کہ آپ کاروبار کو خیر باد نہ کہیں۔ والدہ صاحبہ کا کہنا تھا کہ خدا تعالیٰ کے فرستادے اور خلفاء، روحانی طبیب ہوتے ہیں۔ ہر مریض کی علیحدہ تشخیص فرما کر اس کے مناسب حال نسخہ تجویز فرماتے ہیں۔ رسول پاک ﷺ نے کسی صحابی کو نصیحت فرمائی کہ سب سے بڑی نیکی ماں باپ کی خدمت کرنا ہے۔ کوئی اگر عبادت میں کمزور تھا تو اس کے مناسب حال یہ نسخہ تجویز فرمایا کہ سب سے بڑی نیکی نمازوں کی بروقت ادائیگی ہے۔ کسی کو جھوٹ سے بچنے کی تلقین فرمائی۔ لیکن آپس کے بحث مباحثہ سے مفاہمت نہ ہوسکی بالآخر یہ طے پایا کہ حضرت المصلح الموعود سے رہنمائی حاصل کی جائے۔ والد صاحب اور والدہ صاحبہ اس بات پر متفق ہوگئے کہ حضور کی ہدایت کے دونوں پابند ہوں گے۔ والد صاحب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ والدہ صاحبہ کے نمائندہ کے طور پر یہ خاکسار ہمراہ تھا۔ والد صاحب نے اپنی دلی خواہش کا اظہار بلا کم وکاست بیان کیا۔ حضور نے جو ارشاد فرمایا اس کا مفہوم اپنے الفاظ میں درج ذیل ہے:

(۱) کیا اس بات کی گارنٹی آپ نے حاصل کرلی ہے کہ یہ تین چار پشتوں والی دولت ہمیشہ آپ کے پاس رہے گی؟ اگر آپ کی ضروریات سے وافر دولت آپ کے پاس ہے تو (دین حق) اور احمدیت کی پہلے سے زیادہ خدمت کریں۔

(۲) رسول پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ بنے ہوئے کام اور روزگار کو بلاوجہ ترک نہ کرنا چاہئے۔

(۳) اگر آپ اس وقت کاروبار چھوڑ کر بیٹھ جائیں گے تو آپ کے بچے بڑے ہوکر کبوتر اڑائیں گے!!

حضور کے مشورہ پر والد صاحب نے عمل کیا۔ کاروبار کو خیر باد کہنے کا ارادہ ترک کردیا اور واپس کلکتہ چلے گئے۔ خدا تعالیٰ کے پیاروں کے منہ سے عمومی رنگ میں نکلی ہوئی باتیں بھی اکثر پیشگوئی کا رنگ رکھتی ہیں۔ اس واقعہ کے قریباً دو سال بعد ہی کلکتہ میں وسیع پیمانے پر ہندو مسلم فسادات رونما ہوئے۔ ہماری تجارت بکلی تباہ ہوگئی۔ سکنی مکانات جلا کر خاک کردیئے گئے۔ کار نذر آتش ہوئی اور تین چار پشتوں والی دولت ایک قصہ پارینہ ہوگئی۔ 1946ء میں قادیان میں خریدی ہوئی وسیع جائیداد بھی ہاتھ سے نکل گئی۔ والد صاحب نے ہمت نہ ہاری۔ نئے سرے سے کاروبار کی الف ب ت شروع کی گئی۔ 1958ء تک مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اپنے فضلوں سے نوازا تو احمدیت کی راہ میں اپنے آخری وقت تک بے دریغ خرچ کرتے رہے۔

خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے موافق حضور اپنے مشن کی تکمیل کے بعد اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھا لئے گئے۔ حضور کے روح پرور کلمات آپ کے عشاق کے دلوں کو ہمیشہ لبھاتے اور گرماتے رہیں گے۔ آپ کے کارنامے قیامت تک تابندہ رہیں گے اور اب تو خدا تعالیٰ کی اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا زمانہ قریب سے قریب تر چلا آتا ہے۔

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

(بشکریہ ہفت روزہ بدر، قادیان، 10 فروری 1983ء)

صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

کلام حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ ۔ از درِعدن

میرے آقا مرے نبی کریمؐ — بانیٔ پاک باز دینِ قویم
شان تیری گمان سے بڑھ کر — حسن و احسان میں نظیرِ عدیم
تیری تعریف اور میں ناچیز — گنگ ہوتی ہے یاں زبانِ کلیم
تیرا رتبہ ہے فہم سے بالا — سرنگوں ہو رہی ہے عقلِ سلیم
مدح تیری ہے زندگی تیری — تیری تعریف ہے تری تعلیم
ساری دنیا کے حق میں رحمت ہے — سب پہ جاری ہے تیرا فیضِ عمیم
بند کر کے نہ آنکھ منہ کھولے — کاش سوچے ذرا عدوِ لئیم
حق نے بندوں پہ رحم فرمایا — اک نمونہ بنا کے دکھلایا
اُسوۂ پاک خلقِ ربانی — منتہائے کمال انسانی
صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا — صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

کیا کہیں ہم کہ کیا دیا تونے — ہر بلا سے چھڑا دیا تُو نے
آدمی میں نہ آدمیت تھی — اس کو انسان بنا دیا تُو نے
لے کے آبِ حیات تو آیا — مر رہے تھے جلا دیا تُو نے
سخت گرداب گمرہی میں تھے — پار ہم کو لگا دیا تُو نے
ہو کے اندھے پڑے بھٹکتے تھے — ہم کو بینا بنا دیا تُو نے
تا بہ مقصود جو کہ پہنچائے — وہی رستہ بتا دیا تُو نے
روح جس کے لئے تڑپتی تھی — اس کا جلوہ دکھا دیا تُو نے
تیرا پایہ تو بس یہی پایا — تیرے پانے سے ہی خدا پایا
صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا — صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

مبارک وہ جو اب ایمان لایا

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے متبعین میں کیا پاک تبدیلی پیدا فرمائی

حضرت اقدس کی کتب کی برکات و تاثیرات

روایات رفقاء بیان فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 30 ر نومبر 2012ء کے خطبہ جمعہ میں رفقاء کرام کی روایات بیان فرمائیں جن میں سے بعض روایات پیش خدمت ہیں:

''اس وقت مَیں (رفقاء) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متفرق واقعات پیش کروں گا جن میں (رفقاء) کا آپ پر کامل یقین اور اُس کے واقعات ہیں۔ پھر (رفقاء) پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا جو اثر ہوا، اُن کو پڑھ کر جو اُن کے دل میں سچائی ظاہر ہوئی، ان کے ایک دو واقعات ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے کس طرح خوابوں کے ذریعے رہنمائی فرمائی، وہ واقعات ہیں، ایک ایک واقعہ ہی ہے۔ کیونکہ واقعات لمبے ہیں اس لئے مَیں نے ایک دو لئے ہیں۔

نورالدین جیسے مجھے مل جائیں تو انقلاب پیدا ہو جائے

حضرت شیخ زین العابدین صاحب (نور اللہ مرقدہٗ) بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہماری بھاوج بیمار ہوگئیں اور سخت بیمار ہوئیں۔ ہم نے سوچا کہ اب سوائے قادیان جانے کے اور کوئی ٹھکانہ نہیں۔ یعنی وہیں لے چلتے ہیں وہاں حضرت خلیفہ اول ہیں، حکمت، اُن سے علاج کرائیں گے یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے درخواست کریں گے اور ساتھ دعا۔ بہرحال کہتے ہیں ہم چل پڑے، والدہ بھی ساتھ تھیں اور بھائی بھی ساتھ تھا۔ راستے میں ہم نے (کیونکہ ہاتھ سے لکھا گیا ہے اس لئے صحیح طرح وہاں سے پڑھا نہیں جاتا۔ بہرحال یہی لکھا ہے کہ) لڑکی کو سمجھایا۔ یعنی اُس بیمار عورت کو کہ حضرت صاحب کہیں گے کہ مولوی نورالدین صاحب سے تمہارا علاج کراتے ہیں مگر تم کہنا کہ میں تو حضور ہی کا علاج چاہتی ہوں، مولوی صاحب سے ہرگز علاج نہیں کرواؤں گی۔ کہتے ہیں جب ہم قادیان پہنچے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی فرمایا کہ مولوی صاحب آپ کا علاج کریں گے۔ مگر اُس لڑکی نے کہا کہ حضور مَیں تو مولوی صاحب کے علاج کرنے کیلئے تیار نہیں۔ حضور خود ہی علاج کریں۔ حضور علیہ السلام نے ایک دوائی لکھ دی اور تین بوتلیں شہد کی گھر سے لا کر دے دیں اور فرمایا کہ مَیں کل لدھیانہ جا رہا ہوں، آپ یہ علاج شروع کریں، بیماری خطرناک ہے اس لئے مجھے بذریعہ خط اطلاع دینا یا خود پہنچنا۔ کہتے ہیں ہم نے وہ نسخہ لے لیا اور حضرت مولانا نورالدین کو دکھایا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ نسخہ اس بیماری والے کے لئے سخت مضر ہے۔ اگر مَیں کسی ایسے مریض کو یہ نسخہ دوں تو وہ ایک منٹ میں مر جائے گا۔ مگر یہ نسخہ حضور کا ہے اس لئے یہ لڑکی ضرور صحت یاب ہو جائے گی۔ چنانچہ ہم نے وہ نسخہ استعمال کروایا اور لڑکی کو دو تین دن میں ہی آرام ہو گیا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد 11 صفحہ 70-69)

حضرت خلیفہ اول کا بھی تو خیر یہ کامل یقین تھا ہی، اسی لئے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ نورالدین جیسے مجھے مل جائیں تو انقلاب پیدا ہو جائیں۔ لیکن اُن دیہاتیوں کا بھی یہ ایمان تھا کہ جیسا بھی نسخہ ہے ہم نے استعمال کرنا ہے اور اسی سے شفا ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے شفا بخشی۔

حضرت میاں محمد شریف صاحب کشمیری (نوراللہ مرقدہٗ) بیان فرماتے ہیں کہ میاں جمال الدین صاحب سیکھوانی ہمراہ اور مولوی امام الدین صاحب سیکھوانی نے حضور سے عرض کیا (حضور (بیت) میں اوپر تشریف رکھتے تھے) کہ حضور یہ ہمارا بھائی محمد شریف ہے اور ان کی طرف طاعون کی بیماری کا بہت زور ہے۔ یعنی اُس علاقے میں جہاں سے یہ آئے تھے۔ ان کے لئے دعا کریں۔ تو حضور علیہ السلام نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ طاعون کس طرح ہوتی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ پہلے چوہے مرتے ہیں۔ فرمانے لگے کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نوٹس ہے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ حضور! جب سرخ پھوڑا نکلے تو وہ بیمار بچ جاتا ہے اور زرد والا نہیں بچتا۔ حضور نے فرمایا کہ کیا آپ وہاں جایا کرتے ہیں؟ مَیں نے عرض کیا، پوچھا کیا مَیں جایا کروں؟ آپ نے فرمایا کہ پرہیز ہی اچھا ہے۔ عام طور پر اُن کے پاس نہ جایا کرو۔ مگر جس کو ایمان حاصل ہے اُس کو کوئی خطرہ نہیں وہ طاعون سے نہ مرے گا۔ مَیں نے عرض کیا کہ میری بیوی طاعون سے مری ہے۔ حضور نے فرمایا معلوم ہوتا ہے مجھ پر اُس کا کامل ایمان نہیں تھا۔ اگر ایمان ہوتا تو وہ ایسی بیماری سے نہ مرتی۔ تو کہتے ہیں میں سمجھ گیا کہ اُس نے بیعت نہیں کی تھی۔ پھر حضور نے فرمایا کہ آپ استغفار پڑھا کریں۔ ہمارا سارا کنبہ بیماری میں مبتلا تھا۔ حضور کو میں نے لکھا تو حضور نے پھر فرمایا کہ استغفار پڑھو اور ہم نے پڑھا اور اللہ کے فضل سے سب اچھے ہو گئے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد 12 صفحہ 116-115)

پگڑی کا پلہ آنکھوں پر پھیرا تو آنکھیں اچھی ہو گئیں

میاں محمد شریف کشمیری صاحب ہی فرماتے ہیں کہ جمال الدین صاحب سیکھوانی ولد میاں صدیق صاحب نے مجھے بتایا کہ مَیں نے خیال کیا کہ جب بادشاہ کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے کا یہ الہام ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کہ "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" تو کیا ہمیں برکت حاصل نہ ہوگی۔ اُن کی آنکھوں سے پانی بہتا تھا۔ انہوں نے حضور کی پگڑی کا پلہ ایک موقع ملا اُن کو تو آنکھوں پر پھیرا تو آنکھیں اچھی ہو گئیں۔ کہتے ہیں مجھے بھی ککرے تھے آنکھوں میں، میں نے بھی پلہ اپنی آنکھوں پر پھیرا اور وہ اچھی ہو گئیں۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد 12 صفحہ 119-118)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں کا اثر

اب یہ ایک واقعہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں کا اثر: بلکہ یہاں دو واقعات ہیں۔

حضرت میاں محمد الدین صاحب ولد میاں نورالدین صاحب فرماتے ہیں، (اپنا بیان دے رہے ہیں پچھلا چلتا چلا آ رہا ہے کہ) پہلے بیان کر چکا ہوں کہ آریہ، برہمو، دہریہ لیکچراروں کے بداثر نے مجھے اور مجھ جیسے اور اکثروں کو ہلاک کر دیا تھا، یعنی خدا تعالیٰ سے دور لے گئے تھے، (دین حق) سے دور لے گئے تھے اور ان اثرات کے ماتحت لایعنی زندگی بسر کر رہا تھا کہ براہین احمدیہ پڑھنے کو ملی تو وہ پڑھنی شروع کی۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اُس نے کتاب پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ بہت

سارے ایسے ہیں جن کو یہ توفیق ہی نہیں ملتی اور ضد اُن کی طبیعت میں ہوتی ہے لیکن بہرحال اللہ تعالیٰ نے فضل فرماتا تھا۔ کہتے ہیں مجھے براہین احمدیہ مل گئی، پڑھنی شروع کی۔ پڑھتے پڑھتے جب میں ہستی باری تعالیٰ کے ثبوت کو پڑھتا ہوں، صفحہ 90 کے حاشیہ نمبر 2 پر اور صفحہ نمبر 149 کے حاشیہ نمبر 11 پر پہنچا تو معاً میری دہریت کافور ہوگئی۔ (یہ روحانی خزائن کی پہلی جلد کا صفحہ 78 ہے اور حاشیہ 2 'انہوں نے میرا خیال ہے غلطی سے یہاں لکھا ہوا ہے۔ کیونکہ اردو میں پہلے گنتی لکھی جاتی ہے۔ یہ 2 نہیں ہے، حاشیہ نمبر 4 ہے۔ اور اسی طرح روحانی خزائن کی جو جلد 1 ہے اُس کے صفحہ نمبر 153 میں یہ حوالہ ہے جو چار پانچ صفحے آگے حاشیہ نمبر 11 سے شروع ہوتا ہے۔ اس کو پڑھا جائے تو پھر اللہ تعالیٰ کی ہستی کی بات واضح ہوتی ہے۔) بہرحال یہ کہتے ہیں کہ مَیں وہاں پہنچا تو معاً میری دہریت کافور ہوگئی اور میری آنکھ ایسے کھلی جس طرح کوئی سویا ہوا یا مرا ہوا جاگ کر زندہ ہو جاتا ہے۔ سردی کا موسم، جنوری 1893ء کی 19 تاریخ تھی۔ آدھی رات کا وقت تھا کہ جب میں ''ہونا چاہئے'' اور ''ہے'' کے مقام پر پہنچا۔ (یہاں اللہ تعالیٰ کی ہستی کا بیان ہو رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ ہر چیز جو وجود میں آتی ہے یہ خیال پیدا ہوتا ہے اُس کو بنانے والا کوئی 'ہونا چاہئے' اور یہ کہ اس کا بنانے والا کوئی 'ہے'۔ یہ دو چیزیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش فرمائی ہیں۔ سو یہ چیز ہے اصل میں جو خدا تعالیٰ کے وجود پر کامل یقین پیدا کرتی ہے۔ بہرحال اس مضمون کی گہرائی تو بہت ہے، تفصیل میں اس وقت تو نہیں جایا جا سکتا۔ براہین احمدیہ میں جو لکھا ہوا ہے وہ پڑھیں) کہتے ہیں بہرحال آدھی رات کا وقت تھا جب مَیں یہ کتاب پڑھ رہا تھا۔ ''ہونا چاہئے'' اور ''ہے'' کے مقام پر پہنچا تو پڑھتے ہی معاً توبہ کی طرف توجہ پیدا ہوئی اور مَیں نے توبہ کر لی۔ کورا گھڑا پانی کا بھرا ہوا صحن میں پڑا تھا۔ یعنی نیا گھڑا ٹھنڈے پانی کا صحن میں پڑا ہوا تھا، جنوری کے دن اور پانی گھڑے کا کتنا یخ ہوگا، تصور کریں۔ اور تختہ سیہ پانی میرے پاس تھی، سرد پانی سے لاچا (تہ بند) پاک کیا۔ ٹھنڈے پانی سے اپنا تہ بند جو ہے اُس کو دھویا۔ میرا ملازم مسمّی منگلو سو رہا تھا۔ وہ بھی جب مَیں دھو رہا تھا تو جاگ پڑا اور وہ مجھ سے پوچھتا ہے کہ کیا ہوا؟ کیا ہوا؟ یہ تہ بند جو ہے، لاچا ہے مجھے دو مَیں دھوتا ہوں۔ مگر مَیں اُس وقت ایسی شراب پی چکا تھا کہ جس کا نشہ مجھے کسی سے کلام کرنے کی اجازت نہ دیتا تھا۔ آخر منگلو اپنا سارا زور لگا کر خاموش ہوگیا اور کہتے ہیں کہ گیلا تہ بند باندھ کے مَیں نے نماز پڑھنی شروع کی اور منگلو دیکھتا گیا اور محویت کے عالم میں میری نماز اس قدر لمبی ہوئی کہ منگلو جو ملازم تھا وہ تھک کے سو گیا اور مَیں نماز میں مشغول رہا۔ پس یہ نماز براہین نے پڑھائی کہ بعد ازاں اب تک مَیں نے نماز نہیں چھوڑی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ معجزہ بیان کرنے کے لئے مذکورہ بالا طویلہ تمہید مَیں نے باندھا تھا۔ (یعنی یہ لمبی اور خوبصورت تمہید مَیں نے یہ معجزہ بیان کرنے کے لئے باندھی ہے کہ کس طرح براہین احمدیہ نے میرے اندر ایک انقلاب پیدا کیا۔ کہتے ہیں) عین جوانی میں بحالت ناکتخدا (یعنی میرے جوانی کے دن تھے اور مَیں غیر شادی شدہ بھی تھا) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ ایمان جو ثریا سے شاید اوپر ہی گیا ہوا تھا اتار کر میرے دل پر داخل کیا اور (۔) کا مصداق بنایا۔ جس رات میں مَیں بحالت کفر داخل ہوا تھا اس کی صبح مجھ پر بحالت (دینِ حق) ہوئی۔ براہین احمدیہ پڑھنے کی وجہ سے۔ اس (۔) پر جب میری صبح ہوئی تو مَیں وہ محمد دین نہ تھا جو کل شام تک تھا۔ فطرتاً مجھ میں حیا کی خصلت اچھی تھی۔ فطرت میں یہ تھا میرے اندر حیا تھی لیکن اوباشوں کی صحبت میں عنقا ہو چکی تھی (یعنی ختم ہوگئی تھی غلط لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے کی وجہ سے۔) اللہ

تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے مجھے وہی خصلت حیا واپس دی۔ میں اس وقت اس آیت کے پرتو کے تحت مزے لے رہا تھا...... اَللّٰہُ حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَکَرَّہَ اِلَیْکُمُ الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ. اُوْلٰٓئِکَ ھُمُ الرّٰشِدُوْنَ. فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَنِعْمَۃً. وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ (الحجرات:8-9) یعنی اللہ نے تمہارے لئے ایمان کومحبوب بنادیا اورتمہارے دلوں میں سجادیا ہے اور کفر اور بداعمالی اور نافرمانی سے کراہت پیدا کر دی ہے۔یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ اللہ کی طرف سے ایک بڑے فضل اور نعمت کے طور پر یہ ہے۔ اللہ دائمی علم رکھنے والا اور حکمت رکھنے والا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایمان لانے کے ساتھ ہی قرآن کی عظمت اور محبت نے میرے دل میں ڈیرہ لگایا۔گویا علم شریعت جو ایمان کی جڑ ہے اُس کے حاصل کرنے کا شوق اور فکر دامنگیر ہوا۔

از اں بعد سال 1893ء، 1894ء میں براہین احمدیہ کا ایک دور ختم کیا جو نماز تہجد کے بعد پڑھتا تھا اور پھر ''آئینہ کمالاتِ اسلام'' پڑھا جو''توضیح المرام'' کی تفسیر ہے۔حضرت قبلہ منشی مرزا جلال الدین صاحب پنشنر منشی رسالہ نمبر 12 ساکن بولانی تحصیل کھاریاں ضلع گجرات دوماہ کی رخصت لے کر سیالکوٹ چھاؤنی سے بولانی تشریف لائے اور بولانی ہی میں مَیں پٹواری تھا۔اُن سے پتہ پوچھ کر بیعت کا خط لکھ دیا جس کا جواب مجھے اکتوبر 1894ء میں ملا۔جس میں لکھا تھا کہ ظاہری بیعت بھی ضروری ہے جو میں نے 5/جون 1895ء (بیت) مبارک کی چھت پر بالا خانے کے دروازے کی چوکھٹ کے مشرقی بازو کے ساتھ حضرت صاحب سے کی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد7 صفحہ 47-46)

ہماری کتابوں کو پڑھنے والا کبھی مغلوب نہیں ہوگا

حضرت میاں محمد دین صاحب ولد میاں نورالدین صاحب ہی فرماتے ہیں۔میرے دل میں گزرا کہ مَیں علمِ دین سے ناواقف ہوں اور مولوی لوگ مجھے تنگ کریں گے۔مَیں کیا کروں گا اور پوچھنے سے بھی شرم کر رہا تھا۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یا کسی اور سے بھی پوچھنے سے شرم تھی۔ جو آپ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بغیر میرے پوچھے اُس کا جواب دیا۔ کہتے ہیں کہ میرے سوال کہ جب آپ بائیں پہلو پر لیٹے ہوئے تھے، (بیت) مبارک کے چھت پر محراب میں تھے اور آپ کا سر جانب شمال تھا اور مَیں پیٹھ کے پیچھے بیٹھ کر مشرق کی طرف منہ کر کے آپ کو مٹھیاں بھر رہا تھا، (دبا رہا تھا) پوچھنے سے مجھے شرم تھی لیکن بہر حال مَیں بیٹھا تھا دل میں خیال آیا دباتے ہوئے تو کہتے ہیں لیٹے لیٹے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میری طرف منہ فرمایا اور ایسے بلند لہجہ اور رعب ناک آواز سے فرمایا کہ مَیں کانپ گیا۔فرمایا ''ہماری کتابوں کو پڑھنے والا کبھی مغلوب نہیں ہوگا''......۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد7 صفحہ 49 روایت حضرت میاں محمد الدین صاحب)

(پس یہ خزانہ تو آج بھی ہمارے پاس ہے، اسے حاصل کرنے کی، پڑھنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔ اب تو یہ بہت سی کتابیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مختلف زبانوں میں ترجمہ بھی ہو چکی ہیں۔)

حضرت فضل دین صاحب (نور اللہ مرقدہٗ) اپنی بیعت کا ذکر فرماتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ مَیں پہلے پہل ایک آزادانہ خیال کا آدمی تھا۔ چند سال آزاد خیالی میں گزر گئے۔ بعدۂ رفتہ رفتہ چند دوستوں کی صحبت سے بہرہ ور ہو کر میں نقشبندی

خاندان کا مرید ہوگیا کیونکہ میرے دوست بھی نقشبندی خاندان کے مرید تھے اور وہ ہمارا مرشد ہمارے ہی گاؤں میں رہتا تھا۔ چونکہ یہ خاندان اپنے آپ کو شریعت کا پابند کہلاتا تھا اور اپنا سلسلہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملاتا تھا اس واسطے شروع بیعت میں مجھ کو نماز اور روزہ کی سخت تاکید فرمائی اور نماز تہجد کی بھی تاکیداً تاکید فرمائی اور حکم دیا کہ نماز تہجد کبھی بھی نہ چھوڑی جاوے اور ساتھ ہی یہ حکم بھی دیا کہ جو خواب آوے وہ کسی سے بیان نہ کی جائے۔ اس عرصے میں مجھ کو کئی خوابیں آئیں اور مَیں نے وہ کسی سے بیان نہ کیں۔ چونکہ مَیں کام معماری کا کرتا تھا بسبب نہ ملنے کام کے مَیں باجازت اپنے مرشد کے بمع بیوی امرتسر چلا گیا اور وہاں ایک مکان کرایہ پر رہنے لگا۔ وہاں ہی کام کرتا تھا۔ عرصہ دو سال کے بعد ایک دن میں نماز تہجد کی پڑھ کر وظائف میں مصروف تھا کہ وظائف کی حالت میں مجھے نیند ہی آ گئی اور مَیں جائے نماز پر لیٹ گیا۔ چنانچہ مَیں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان سے ایک فوج فرشتوں کی بشکل انسانی میرے اردگرد کچھ فاصلے پر حلقہ کر کے بیٹھ گئے اور ایک افسر جو عہدہ جرنیلی کا رکھتا تھا، میرے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ اُس کے بیٹھنے کے بعد ایک تخت زرّیں آسمان سے اترا اور اُس حلقے کے اندر تخت رکھ دیا گیا اور سب فوج تعظیماً کھڑی ہوگئی اور جب میں نے دیکھا تو اس تخت زرّیں پر دو بزرگ ہمشکل اور نورانی شکل اور ہر طرف اُن کے نور ہی نور تھا بیٹھے تھے۔ تب مَیں نے اس افسر سے جو میرے نزدیک تھا پوچھا کہ یہ بزرگ کون ہیں؟...... اور پھر کہا کہ اب ہم غیر کے علاقے میں ہوں گے اور عنقریب ابن مریم نازل ہوں گے۔ یعنی خواب کی تعبیر یہ کی، غیر کے علاقے میں ہوں گے عنقریب ابن مریم نازل ہوں گے۔ بلکہ یہ زمانہ مسیح موعود کا ہی زمانہ ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ جو اُس کو پاویں گے۔ یہ مرشد نے جواب دیا۔ کہتے ہیں اس کے بعد مَیں نے محکمہ نہر میں مستری کی ملازمت کی۔ ایک بابو کے ذریعے سے اور اس ملازمت میں کسی کلرک کے ذریعے سے ملازمت کی اور ملازمت میں مجھ کو بہت سی خوابیں آئیں اور بسبب منع کرنے کے (یعنی اُس پیر اور مرشد جو تھا اُس نے منع کیا تھا کہ خوابیں نہیں بتانی) تو منع کرنے کی وجہ سے مَیں نے کسی سے ظاہر نہ کیں۔ پندرہ بیس سال تک مَیں نے ملازمت کی۔ بعد میں ملازمت چھوڑ کر اپنے گاؤں کو چلا گیا اور اپنے گھر پر رہنے لگا۔ لہذا ہماری برادری میں سے مولوی محمد چراغ صاحب جو ہمارے استاد بھی تھے اور وہ پکّے اہلحدیث تھے۔ جب مَیں ملازمت چھوڑ کر واپس چلا آیا تو اُن کو مَیں نے احمدی طریقے پر پایا۔ وہ احمدی ہوگئے تھے اور میرے ساتھ حضرت صاحب کے سلسلے کی گفتگو شروع کر دی لیکن مَیں نے کوئی دلچسپی ظاہر نہ کی کیونکہ مَیں فقیروں کا معتقد تھا اور جانتا تھا کہ فقیر ہی اصل شریعت کے مالک ہیں۔ اس واسطے مَیں نے مولوی صاحب کو کوئی جواب نہ دیا اور یہ کہہ کر ٹال دیا کہ ہاں آجکل ایسے لوگوں نے دوکانداریاں بنا رکھی ہیں اور خلقِ خدا کو دھوکہ دیتے ہیں۔ لہذا مَیں نے ارادہ کیا کہ اپنے مرشد سے تحقیقات کراؤں کہ کیا یہ دعویٰ حضرت صاحب منجانب اللہ ہے یا دھوکہ ہے۔ جب مَیں اُن کے مکان پر گیا اور پیر صاحب کے لڑکے سے دریافت کیا کہ حضرت کہاں ہیں؟ تو اُس نے رو کر جواب دیا کہ وہ مرشد جو تھے ان کے وہ دو ماہ سے فوت ہوگئے ہیں اور ہم آپ کو اُن کی فوتیدگی کی اطلاع دینی بھول گئے، معاف فرمائیں۔ (کہتے ہیں) مجھے بڑا رنج ہوا اور صدمہ ہوا۔ مَیں روتا دھوتا گھر کو چلا آیا۔ ایک دن پھر مولوی صاحب نے مجھ سے کہا کہ تم خواندہ آدمی ہو، پڑھے لکھے آدمی ہو۔ حضرت صاحب کی تصنیفات دیکھنی چاہئیں۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو تحریرات ہیں، کتابیں ہیں، وہ دیکھنی چاہئیں۔ انہوں نے اُسی وقت مجھے ایک کتاب جس کا اسم شریف جلسہ مذاہب مہوتسو ہے، پڑھنے کو دیا۔ وہ مَیں نے سارا ختم کیا اور پھر انہوں نے مجھ کو براہین احمدیہ ہر چہار جلدیں۔ جب

مَیں نے ساری ختم کرلیں تو معاً میرے دل میں بات ڈالی گئی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی ایسا لائق شخص ہوا ہے اور نہ کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسی کتاب شائع کی ہے جو تمام غیر مذاہب کو (دینِ حق) کی حقانیت پر دعوت دے۔ کہتے ہیں اس کے بعد میرا دل تذبذب میں پڑ گیا۔ دل میں یہ بات پیدا ہوگئی کہ اگر یہ شخص جس نے ایسی چیز دنیا کے سامنے پیش کی ہے سچا ہے تو اگر مَیں نے بیعت کرلی تو سچے کی بیعت کی اور اگر خوانخواستہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہوا تو ایک کاذب کی بیعت میں داخل ہوں گا۔ لہٰذا یہ خیال ایسا پکا دل میں گڑھ گیا کہ دو ماہ تک اس پر اڑا رہا۔

مولوی صاحب مجھ کو ہر چند سمجھاویں لیکن دل نہ مانے۔ ایک دن ماہِ رمضان المبارک کی پہلی تاریخ کو مَیں نے خدا تعالیٰ سے بڑے خشوع وخضوع سے یہ دعا کی کہ اے زمین وآسمان کے پیدا کرنے والے! بواسطہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اگر یہ شخص یعنی مرزا صاحب سچا ہے اور تو نے ہی مامور کر کے دنیا کی اصلاح کے لئے نازل فرمایا ہے تو تُو اپنی ستاری سے مجھ کو کوئی نشان ظاہری یا کسی خواب کے ذریعے دکھا دے۔ اگر مجھ کو کوئی نشان نہ دکھایا تو پھر مجھ پر قیامت کے دن تیری کوئی حجت نہ رہے گی، کیونکہ مجھ میں اتنی قوت نہیں کہ سچے اور جھوٹے میں امتیاز کرسکوں اور بس۔ جب پندرہ رمضان گزرے تو بعد تہجد میں جائے نماز پر لیٹ گیا تو خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ مَیں اور میرے ساتھ ایک اور آدمی کسی شہر کو چلے ہیں۔ راستے میں ہم کو ایک باغ نظر آیا جو چاردیواری اُس کی قریباً تین فٹ اونچی ہے۔ (باغ کی چاردیواری تین فٹ اونچی ہے) اُس دیوار کے پاس جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ باغ گویا بہشت کا نمونہ ہے اور نہریں جاری ہیں لیکن پانی خشک تھوڑا تھوڑا چلتا نظر آ رہا ہے اور عالی شان محل دکھائی دیئے۔ ہم نے ارادہ کیا کہ باغ کے اندر جا کر سیر کریں لہٰذا ہم دونوں چاردیواری پھاند کر اندر جانا چاہتے تھے۔ لیکن ہم نے بہت زور کیا لیکن چاردیواری کو پھاند کر اندر نہ پہنچے۔ پھر ہم نے پختہ ارادہ کرلیا۔ (یہ اپنی خواب سنا رہے ہیں بڑی لمبی خواب ہے) کہ ضرور اندر جانا ہے۔ چلو اب اس کا دروازہ معلوم کریں۔ پھر ہم تین طرف باغ کے پھرے۔ یعنی جنوب ومغرب اور شمال اور ان تینوں طرف سے ہم کو کوئی دروازہ نہ ملا۔ پھر ہم نے کہا کہ چلو مشرق کی طرف چلیں شاید اُس طرف سے ہم کو دروازہ مل جائے۔ جب باغ کے مشرق کی جانب روانہ ہوئے تو ہم کو ایک بزرگ ایک درخت کے سائے میں بیٹھے نظر آئے اور وہ بزرگ اپنے ہاتھ کے اشارے سے ہم کو پکار رہے تھے کہ ادھر آؤ ہم تم کو اس کا دروازہ بتلا دیں اور اگر ہماری طرف نہ آؤ گے تو تم کو تمام عمر دروازہ باغ کا نہ ملے گا۔ جب ہم اس بزرگ کے پاس پہنچے تو معاً مجھ کو وہ خواب جو عرصے سے امرتسر میں آئی تھی وہ یاد آ گئی..... (اس دوسری خواب میں دوسرے آدمی کو جو دیکھا تھا یہ بزرگ تھے۔) چنانچہ مَیں نے پوچھا کہ حضرت آپ کون بزرگ ہیں؟ تو آپ نے اپنی زبانِ مبارک سے یہ فرمایا کہ مَیں ابن مریم ہوں اور وہ دیکھو باغ کا دروازہ ہے۔ جاؤ سیر کرو۔ چنانچہ ہم دونوں باغ کے اندر چلے گئے اور خوب سیر کی۔ اتفاقاً مجھ کو پیاس لگی اور مَیں نے اپنے ساتھی کو کہا کہ ہم کو پیاس لگی ہے اور پانی نہروں کا بہت ہی نیچے ہے۔ ہاتھ نہیں پہنچتا، کیا کریں؟ ہم تھکے ہوئے ماندہ ہو کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک لڑکا کوئی دس بارہ سال کی عمر کا ایک محل سے برآمد ہوا۔ اُس کے ہاتھ میں ایک پیالہ بیضوی شکل تھا (اوول (Oval) جیسا) اور اس میں کوئی چیز تھی، میرے ہاتھ پر لا کر رکھ دیا اور کہا کہ لو تم اس کو پی لو۔ چنانچہ مجھ کو پیاس تو تھی مَیں نے اس سے پیالہ لے کر کوئی نصف کے قریب پی گیا اور باقی ماندہ اپنے ساتھی کو دیا۔ اُس لڑکے نے اُس کے ہاتھ سے پیالہ چھین کر مجھ کو دے دیا اور کہا کہ یہ تمہارا حصہ ہے اس کا اس میں حصہ نہیں۔ (یعنی دوسرے شخص کا جو خواب میں ان کے ساتھ تھا

اُس کا اس میں حصہ نہیں ہے) چنانچہ اس بات سے میرا ساتھی شرمندہ سا ہو کر کہنے لگا کہ چلو بہت دیر ہوگئی ہے۔ہم نے ابھی دور جانا ہے۔پس ہم جلدی جلدی دروازے کی طرف آئے۔میرا ساتھی جلدی سے دروازے کے باہر چلا گیا اور مَیں ابھی اندر ہی تھا کہ ہمارے مولوی صاحب کا لڑکا آیا اور مجھ کو جگا کر کہنے لگا کہ کیا باعث ہے آپ تہجد کے بعد منزل قرآن شریف کی پڑھنے سے آج سو گئے۔مَیں نے اُس کو خفا ہو کر کہا کہ مَیں ایک عمدہ خواب دیکھ رہا تھا۔تم نے برا کیا جو جگا دیا۔اُس نے جواب دیا کہ بندے خدا! صبح کی (ندا) ہوگئی ہے اور مولوی صاحب (بیت) میں جماعت کا انتظار کر رہے ہوں گے۔چلو نماز پڑھیں۔(کہتے ہیں)لہٰذا ہم دونوں (بیت) میں چلے گئے اور وضو کر کے مولوی صاحب کے ساتھ نماز با جماعت پڑھی۔

بعد فراغت نماز مَیں نے یہ تمام حالات خواب کے اور جس طرح سے خدا تعالیٰ سے دعا مانگی تھی اور جس طرح سے خدا نے مجھ کو خواب میں تمام حالات بتائے، سب مَیں نے مولوی صاحب سے بیان کر دیئے۔اور یہ بھی بیان کر دیتا ہوں کہ ان دونوں کے سوائے مَیں نے حضرت مرزا صاحب کو اپنی پہلی تمام عمر میں کبھی نہ دیکھا تھا اور نہ ہی مَیں نے قادیان شریف کو،لہٰذا اس خواب کے بیان کرنے سے مولوی صاحب نے تعبیر میں یہ فرمایا کہ جو آپ نے باغ اور خشک نہریں اور محل وغیرہ دیکھے ہیں اس سے مراد باغ شریعت ہے اور نہریں علمائے زمانہ ہیں جو خشک ہو چکے ہیں ان کے پاس کوئی علم نہیں اب رہا۔اصل شریعت ان کے پاس نہیں ہے اور محل اور مکان یہ عمل ہیں اور پیالے سے مراد بھی عمل ہیں جن میں کچھ قصور ہیں جو بیضوی ہیں یعنی سیدھے نہیں ہیں اور خواب میں جو مشرق کی طرف اشارہ ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے گاؤں سے قادیان خاص مشرق میں ہے اور خواہ حدیث مشرق والی سمجھ لیجئے ،یعنی مسیح مشرق میں اترے گا۔وہ بھی حدیث کا حوالہ بھی دے رہے ہیں کہ چاہے وہ سمجھ لو۔اور وہ بزرگ جس کا آپ نے حلیہ بیان کیا ہے وہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود ومہدی مسعود ہیں۔اور ہاتھ کے اشارے سے یہ پتہ ہے کہ جب تک ہمارے سلسلے میں داخل نہ ہو گے تب تک شریعت (دینِ حق) اور بہشت کے دروازے کا آپ کو راستہ نہ ملے گا۔آپ نے جو نشان مانگا تھا۔یعنی نشان خداوند کریم نے آپ کو دکھا دیا ہے۔پھر انہوں نے کہا کہ ہم نے جمعہ کے دن قادیان جانا ہے،آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں۔اگر آپ کی خواب کے مطابق وہ بزرگ حضرت صاحب ہوئے تو مان لینا ورنہ کوئی جبر نہیں ہے۔الغرض ہم بروز جمعرات قادیان کی طرف روانہ ہو گئے۔

زیارت مرکز قادیان

جس وقت ہم قادیان میں پہنچے مجھ کو سخت بخار ہو گیا اور مولوی صاحب نے حضرت صاحب سے عرض کیا ہمارا لڑکا جو حق کی جستجو میں یہاں آیا ہے وہ روزہ کے ساتھ تھا اس کو بخار ہو گیا ہے۔حضرت صاحب نے مجھ کو دیکھا اور فرمایا کہ مولوی صاحب! آپ نے اس کو روزہ کے ساتھ سفر کیوں کرنے دیا؟ اگر راستے میں بخار یا کوئی اور مرض ہو جاتی تو آپ کیا کرتے۔یہ قرآنِ کریم کی منشاء کے خلاف ہے۔خیر ہم دوائی بھیج دیتے ہیں۔انشاءاللہ آرام ہو جائے گا۔دوائی آ گئی۔معلوم نہیں کہ شاید حامد علی صاحب لے کر آئے۔دوائی مَیں نے پی لی اور مجھ کو بخار سے بالکل آرام ہو گیا۔اُس وقت میں نے بخار کی بیہوشی میں حضرت صاحب کو اچھی طرح نہ پہچانا تھا۔اگلے روز جمعہ تھا۔ہم وضو کر کے جلدی سے آگے جگہ کے واسطے پہلے ہی چلے گئے اور اول صف میں جگہ مل گئی۔(پہلی صف میں جگہ مل گئی۔) اوّل مولوی عبدالکریم صاحب اور بعدہٗ مولوی صاحب حضرت خلیفہ اوّل

تشریف لائے اور اُن کے بعد حضرت مرزا صاحب تشریف فرما ہوئے اور مَیں نے دیکھتے ہی آپ کو پہچان لیا کہ یہی میری خواب والا بزرگ ہے اور مَیں نے اپنے مولوی صاحب کو بھی کہہ دیا کہ یہی بزرگ ابنِ مریم ہیں جو دو دفعہ خواب میں دیکھے ہیں۔ اب مولوی صاحب کی تسلی ہوگئی اور انہوں نے سمجھا کہ یہ اب خود ہی بیعت کر لے گا۔ جس وقت ہم قادیان کو چلے تھے، اُس وقت ہم چار آدمی تھے، ایک ہم اور دوسرے مولوی صاحب، تیسرے وہی جو خواب میں ہمارے ساتھ تھا، چوتھا ایک شخص کمہار تھا جو بغرض بیعت آیا تھا۔ الغرض خطبہ مولوی عبدالکریم صاحب نے پڑھا اور اغلب ہے کہ جمعہ بھی انہوں نے پڑھایا۔ لہٰذا بعد نماز جمعہ آوازہ ہوا کہ جس نے بیعت کرنی ہے وہ آ کر بیعت کر لے۔ چنانچہ بہت سے لوگ اُس دن بیعت کے لئے آگے ہوئے جن میں سے ہمارا ساتھی وہ چوتھا کمہار بھی تھا۔ جس وقت ہم بیعت کرنے کے واسطے چلے تو ہمارے ساتھی نے جو خواب میں بھی ہمارے ساتھ تھا، بیعت کرنے سے مجھ کو روکا اور یہ وسوسہ ڈال دیا کہ تم مرزا صاحب کی کتابیں دیکھتے رہے ہو، چونکہ وہی خیالات مجسم ہو کر تم کو خواب میں نظر آئے ہیں اور کچھ نہیں۔ باقی خواب تمہاری غلط ہے۔ وسوسہ ڈالا اُس نے۔ کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ دھوکہ ہے اور مَیں دماغ کا کمزور تھا۔ (کہتے ہیں مَیں دماغ کا کمزور تھا، یعنی باتوں میں آنے والا تھا، اس واسطے اس نے مجھ کو بیعت کرنے سے روکا) لہٰذا اگلے روز علی الصبح ہی ہم چار آدمی قادیان سے اپنے گاؤں کی طرف روانہ ہوگئے۔ جس وقت ہم لوگ بٹالہ سے آگے جو سڑک علی وال کو جاتی ہے اُس پر ایک گاؤں مولے والی کے برابر پہنچے تو پھر مولوی صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے بیعت کرلی ہے؟ تو مَیں نے جواب دیا: نہیں۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں کی۔ جب تم کو تمہاری خواب کے مطابق سب کچھ پورا ہوگیا پھر تم نے بیعت کیوں نہ کی۔ مَیں نے جواب میں کہا کہ اس شخص نے مجھ کو روک دیا ہے اور کہا کہ تم کتابیں مرزا صاحب کی دیکھتے رہے ہو، وہی خیالات مجسم ہو کر تمہارے رُوبرو خواب میں آ گئے ہیں۔ بس اور کچھ نہیں ہے۔ پس یہ سنتے ہی مولوی صاحب ہم سے اور اُس شخص سے جو اُن کا چچازاد بھائی تھا سخت ناراض ہوگئے اور مجھ سے کہنے لگے بس اب ہمارا تمہارا کوئی تعلق استادی شاگردی یا رشتہ داری کا نہیں رہا۔ لہٰذا ہم عصر کی نماز کے وقت اپنے گاؤں پہنچے۔ اُس کے بعد میں چار پانچ دن گاؤں میں رہا لیکن مولوی صاحب ہم سے ناراض ہی رہے۔ اتفاقاً موضع بھانبڑی سے مجھ کو بابو جان محمد کا خط آیا کہ میں تبدیل ہو کر کوٹھی نہر ہرچوال میں آ گیا ہوں اور میرے پاس کام بہت ہے اور میں نے سنا ہے کہ آپ نوکری چھوڑ کر آ گئے ہیں۔ لہٰذا خط دیکھتے ہی موضع بھانبڑی یا کوٹھی ہرچوال میں ضرور بالضرور آ جائیں۔ خیر میرا بھی دل اُداس تھا۔ میں خط کے اگلے دن بمقام کوٹھی ہرچوال (ہرچوال نہر کا جو بنگلہ ہوتا ہے) وہاں براستہ قادیان پہنچ گیا، اور بابو صاحب بخندہ پیشانی خاطر تواضع سے پیش آئے۔

اگلے روز میرے سپرد کام کیا گیا اور میں مصروف ہوگیا۔ جب تیسرا دن ہوا تو مجھ کو پھر تیسرا خواب آیا اور وہ یہ تھا کہ خواب میں حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے پاس آ کر بیٹھ گئے اور میں اُٹھ کر واسطے تعظیم کے جو گدی نشینوں میں دستور ہے، پاؤں چومنے کے لئے اپنے سر کو جھکایا۔ لیکن حضرت صاحب نے مجھ کو اپنے دستِ مبارک سے روک دیا اور فرمایا یہ شرک ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ دیکھو میاں فضل دین! تم نے خدا سے بذریعہ دعا نشان مانگا تھا کہ اگر مجھ کو ظاہری یا خواب کے ذریعہ سے نشان نہ دیا گیا تو قیامت کو مجھ پر خداوند بندہ تیری حجت نہیں ہوگی کہ تم نے مسیح موعود کو کیوں نہیں مانا۔ پس اب تم کو نشان مل گیا اور تم پر حجت قائم ہوگئی۔ اتنی ہی بات کہہ کر آپ چل دیئے اور میں خواب سے بیدار ہو کر رونے لگا اور اتنا رویا

کہ آنسوؤں سے میرا گریبان تر بتر ہوگیا۔ اور اُسی وقت میں بغیر اطلاع بابو صاحب قادیان کو ننگے پاؤں اُٹھ کے بھاگا (جوتی بھی نہیں پہنی) ایک شخص جو مجھ کو بھاگتا دیکھ رہا تھا اُس نے بابو صاحب کو جا کر کہہ دیا کہ مستری صاحب اپنے گاؤں کو بھاگا جاتا ہے۔ اُسی وقت بابو صاحب گھوڑی پر سوار ہو کر میرے پیچھے بھاگے اور مجھ کو ہرچوال نہر کے پل پر پکڑ لیا اور کہنے لگے کہ آپ کو کیا ہوگیا ہے کہ بغیر اجازت اپنے گاؤں کو بھاگے جا رہے ہو، خیر ہے؟ میں نے کہا کہ مجھ کو چھوڑ دو میں قادیان جا رہا ہوں، گاؤں نہیں جا رہا۔ پس قادیان کا نام سن کو وہ آگ بگولہ ہوگیا کیونکہ وہ بھی مخالف تھا اور اب تک بھی مخالف ہی ہے۔ غرض وہ چھوڑتا نہیں تھا اور میں اصرار کر رہا تھا اور میں نے عاجزی سے کہا کہ بابو صاحب! مجھ کو جانے دو ورنہ میں یہاں ہی دَم دے دوں گا (جان دے دوں گا۔) کیونکہ یہ میرے بس کی بات نہیں ہے۔ ایک زور آور ہستی مجھ کو جبراً لے جا رہی ہے اور میں اقرار کرتا ہوں کہ تیسرے دن کے بعد حاضر خدمت ہو جاؤں گا۔ خیر اُس نے مجھے چھوڑ دیا اور میں دل میں کہتا تھا کہ مرزا صاحب سچے ہیں کہ میرے دل کی بات انہوں نے بتادی کہ تم پر حجت قائم ہوگئی۔ پس میں قادیان میں آ گیا اور اب جہاں بکڈپو کا دفتر ہے اُس کے پیچھے پریس ہوتا تھا۔ کنوئیں کے پاس، وہاں مرزا اسماعیل پریس میں کام کرتا تھا۔ اُس سے کہا کہ میں نے مرزا صاحب کو ملنا ہے۔ اُس نے کہا کہ نماز ظہر کے وقت (بیت) مبارک میں آپ تشریف لاتے ہیں، وہاں پر آپ ملاقات کریں۔ اُس دن آپ ظہر کے وقت تشریف نہ لائے اور مغرب کے وقت آپ تشریف فرما ہوئے اور میں دیدار سے مشرف ہوا اور عرض کی، حضور! میں نے بیعت کرنی ہے۔ حضور نے کہا کہ تیسرے دن کے بعد بیعت لی جائے گی۔ القصہ میں تین دن تک رہا اور تیسرے دن میں نے اور میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق اور تیسرا آدمی تھا جس کا مجھے نام معلوم نہیں، شاید مولوی سرور شاہ صاحب ہوں گے، تینوں نے بیعت کی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوگئے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 16 تا 22 روایت حضرت فضل دین صاحب)

تو اس طرح بھی اللہ تعالیٰ لوگوں کی بیعتیں کرواتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ہمارا (دعوۃ الی اللہ) کا بہت سارا کام تو فرشتے کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام (رفقاء) کے درجات بلند فرماتا چلا جائے اور ان کی نسلوں کو بھی اپنے بزرگوں کی نیکیوں کو قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔"

(خطبہ جمعہ 30 نومبر 2012ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 21 تا 27 دسمبر 2012ء)

تقویٰ اور رعب

"تمہارا اصل شکر تقویٰ اور طہارت ہی ہے۔ (مومن) کا پوچھنے پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہہ دینا سچا سپاس اور شکر نہیں ہے۔ اگر تم نے حقیقی سپاس گزاری یعنی طہارت اور تقویٰ کی راہیں اختیار کر لیں تو میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ تم سرحد پر کھڑے ہو۔ کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا۔ اصل بات یہ ہے کہ تقویٰ کا رعب دوسروں پر بھی پڑتا ہے اور خدا تعالیٰ متقیوں کو ضائع نہیں کرتا۔ ضروری ہے کہ انسان تقویٰ کو ہاتھ سے نہ دے اور تقویٰ کی راہوں پر مضبوطی سے قدم مارے کیونکہ متقی کا اثر ضرور پڑتا ہے اور اُس کا رعب مخالفوں کے دل میں بھی پیدا ہو جاتا ہے"۔

(ملفوظات جلد اول، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ صفحہ 49-50)

اصل سازش کیا تھی؟ خالد ہمایوں صاحب کے ایک کالم پر تبصرہ

53ءاور 74ء میں جماعت احمدیہ سے منسوب ''بیانات'' کی اصلیت

(مکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب)

2 جنوری 2013ء کو روزنامہ پاکستان لاہور میں جناب خالد ہمایوں صاحب کا کالم ''تماشا میرے آگے'' شائع ہؤا۔ اس روز اس کالم کا عنوان تھا ''پاکستان امریکی کیمپ میں کیسے چلا گیا؟'' اسے پڑھنے سے پہلے یہ امید تھی کہ اس کالم میں متعلقہ موضوع پر کوئی تحقیق پیش کی جائے گی لیکن اس کے ابتدائی پیراگراف کا مطالعہ ہی پڑھنے والوں کو حیرت زدہ کر دیتا ہے۔ ان سطور میں کالم نگار نے یہ دعویٰ پیش کیا ہے کہ پاکستان بننے کے معاً بعد ہی بقول ان کے قادیانیوں نے باوجود ایک قلیل گروہ ہونے کے جان بوجھ کر اور ایک منصوبہ کے تحت جارحانہ رویہ اختیار کیا اور ایسا لب ولہجہ اختیار کیا جس کے نتیجے میں ملک میں ان کے خلاف فسادات بھڑک اُٹھے۔ کالم نگار اس رویہ کے مقاصد کے بارے میں لکھتے ہیں:

''بعد میں جب حالات بحال ہوئے تو کھلا کہ قادیانیوں کی ان دھمکیوں کے پیچھے کئی مقاصد تھے، مثلاً ایک تو مسلمانوں کو مشتعل کر کے انہیں سڑکوں پر لانا تھا، تاکہ امن وامان کا مسئلہ بنے اور حکومت انہیں خون میں نہلا دے۔ دوسرے علماء جو تحریک چلا رہے تھے، انہیں قید وبند کی صعوبتوں سے دوچار کرنا تھا۔ تیسرے بین الاقوامی طور پر رسوائی ہو کہ پاکستان مذہبی جنونیوں کا ملک ہے۔ چوتھے دستور سازی کا عمل رک جائے۔''

کالم نگار لکھتے ہیں کہ مودودی صاحب نے اس کے شواہد 1953ء میں پنجاب میں ہونے والے فسادات پر قائم کی جانے والی تحقیقاتی عدالت کے روبرو پیش کئے تھے اور یہ کہ اب جب کہ وہ حمزہ علوی صاحب کی کتاب ''تخلیق پاکستان'' پڑھ رہے ہیں تو اس دور کی سیاسی کڑیاں ان کے سامنے آ رہی ہیں۔ حالانکہ حمزہ علوی صاحب کی کتاب کے صفحہ 96 پر جن تین افراد کے نام درج ہیں (جنہوں نے حمزہ علوی صاحب کے مطابق 1953 کے فسادات سمیت دوسرے مسائل ملک میں کھڑے کئے تھے) ان میں سے کوئی بھی احمدی نہیں تھا۔ یہ الزامات واقعی بہت سنگین الزامات ہیں۔ اس لئے ان کا تجزیہ بہت ضروری ہے۔

کالم نویس نے یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ آزادی کے فوراً بعد احمدیوں نے دانستہ طور پر اشتعال انگیز بیانات اور دھمکیاں دینی شروع کیں تاکہ مسلمانوں میں اشتعال پھیلے اور امن و امان کا مسئلہ پیدا ہو۔ اور اس کے ثبوت کے طور پر وہ امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کی مختلف تقاریر یا تحریروں کے اقتباسات اس کالم میں درج کرتے ہیں تاکہ قارئین پر یہ تاثر قائم کیا جا سکے کہ واقعی اس مرحلہ پر احمدیوں نے ہی دانستہ طور پر اشتعال انگیزی کی تھی۔ وہ مضمون میں یہ بھی واضح نہیں کرتے کہ یہ کسی تقریر کے حصہ کا حوالہ دیا جا رہا ہے یا کسی کتاب یا مضمون کا اقتباس درج کیا جا رہا ہے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ وہ کسی ایک عبارت کے ساتھ حوالہ درج نہیں کرتے کہ اگر یہ تحریر ہے تو کس کتاب یا مضمون کے

کس صفحہ پر شائع ہوئی تھی یا اگر تقریر ہے تو کس اخبار یا رسالہ میں شائع ہوئی تھی اور اس کے کس شمارے کے کس صفحہ پر شائع ہوئی تھی۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک کالم نگار اس بات سے بھی واقف نہیں کہ بغیر کسی مکمل حوالے کے اس قسم کی سنگین الزام تراشی قابل قبول نہیں ہوسکتی اور نہ سیاق وسباق کو دیکھے بغیر کسی عبارت کے صحیح مطلب کو سمجھا جا سکتا ہے۔ یہ لکھنے والے کا فرض ہے کہ وہ مکمل حوالہ درج کرے لیکن موصوف نے ایسا نہیں کیا؟ آخر کیوں نہیں کیا؟ اس اہم سوال کا جواب تلاش کرنے کیلئے ہم انہی کی تحریر کا ایک اقتباس درج کر کے اس کا جائزہ پیش کریں گے۔ وہ لکھتے ہیں:

''مرزا بشیر الدین محمود اوران کی جماعت کے دوسرے لوگوں نے 1952ء کے آغاز سے مسلمانوں کو کھلم کھلا دھمکیاں دینی شروع کیں اور ان کا لہجہ روز بروز اشتعال انگیز ہوتا چلا گیا.....مثلاً حسبِ ذیل عبارتیں ملاحظہ ہوں:

''ہم فتح یاب ہوں گے۔ضرورتم مجرموں کی طرح ہمارے پاس پیش ہوگے، اس وقت تمہارا حشر بھی وہی ہوگا جو فتح مکہ کے روز ابوجہل اوراس کی پارٹی کا ہوا......''

بے ثبوت فرضی دعوے

یہ سب سے بڑی دلیل ہے جوکالم نگار نے اپنے مضمون پیش کی ہے جس کا پوسٹ مارٹم قارئین کی خدمت میں پیش کریں گے۔ کالم نویس نے کسی بھی اقتباس کے ساتھ حوالہ درج نہیں کیا، اسی طرح اس اشتعال انگیز اقتباس کے ساتھ کوئی حوالہ نہیں درج کیا گیا۔ یہ پہلی مرتبہ نہیں ہے کہ یہ فرضی دھمکی پیش کر کے جماعتِ احمدیہ کے خلاف لوگوں کو بھڑکانے کی کوشش کی گئی ہو۔ 1952ء میں احراری لیڈر عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب نے ایک تقریر کے دوران سننے والوں کو یہی فرضی دھمکی سنا کر بھڑکانے کی کوشش کی تھی۔ انہوں نے اس تقریر میں احمدیوں کومخاطب کر کے کہا:

''او! برطانیہ کے دم بریدہ کتو! تم پاکستان کی مسلم اکثریت کو یہ کہہ کر دھمکیاں دے رہے ہو کہ تم مجرموں کے طور پر میرے سامنے پیش ہوگے اور تمہارا حشر بھی وہی ہوگا جو ابوجہل اوراس کی پارٹی کا ہوا۔''

(اخبار آزاد 10 مئی 1952ء)

ان جملوں کا اخلاقی دیوالیہ پن تو واضح ہے اور یہ بھی کہ جناب عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب نے بھی کوئی حوالہ نہیں دیا کہ یہ کس نے کہا اور کب کہا؟ لیکن ایک ایسا موقع آ گیا جب کہ اس فرضی اشتعال انگیزی کا حوالہ دینا ضروری تھا۔ جب 53ء کے فسادات کے بعد ان فسادات پر تحقیقاتی عدالت قائم کی گئی تو اس کے روبرو مودودی صاحب نے اپنے بیان میں یہی الزام پیش کرنے کی کوشش کی کہ آزادی کے بعد خود احمدیوں نے اشتعال انگیز دھمکیاں دی تھیں اور اس کے ثبوت کے طور پر جو پہلی دلیل درج کی گئی وہ یہ تھی۔مودودی صاحب لکھتے ہیں۔

پنجم یہ کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اور ان کی جماعت کے دوسرے لوگوں نے 1952ء کے آغاز سے مسلمانوں کو کھلم کھلا دھمکیاں دینی شروع کر دیں، جن کا لہجہ روز بروز اشتعال انگیز ہوتا چلا گیا، مثال کے طور پر ان کی حسب ذیل عبارتیں ملاحظہ ہوں:

''ہم فتح یاب ہوں گے،ضرورتم مجرموں کی طرح ہمارے سامنے پیش ہوگے، اس وقت تمہارا حشر بھی وہی ہوگا جو فتح مکہ کے دن ابوجہل اوراس کی پارٹی کا ہوا۔''

(الفضل 3 جنوری 1952ء)

(مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کا تحقیقاتی عدالت میں بیان، شائع کردہ مکتبہ جماعت اسلامی پاکستان لاہور، باراول، 1953ء ص20)

عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب کی تقریر میں جو احرار کے اخبار

آزاد میں شائع ہوئی تھی بغیر کسی حوالے کے یہ فرضی اقتباس سنا کر لوگوں کو بھڑکایا گیا تھا لیکن مودودی صاحب تو عدالت میں حلفیہ بیان دے رہے تھے اور آخر میں انہوں نے پڑھ کر دستخط بھی کئے تھے کہ ان کا یہ بیان درست ہے اور اسے خود ان ہی کی جماعت کی طرف سے شائع کیا گیا تھا۔ الفضل کا مذکورہ بالا حوالہ "Inverted Commas" میں درج کیا گیا تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ یہ دعویٰ کر رہے تھے کہ الفضل میں یہ معین عبارت شائع ہوئی تھی۔ لیکن **افسوس کے ساتھ یہ لکھنا پڑتا ہے کہ الفضل کے اس شمارے کا اول سے آخر تک کئی بار جائزہ لیا گیا۔ ایک ایک لفظ پڑھا گیا۔ یہ عبارت سرے سے الفضل کے اس شمارے میں شائع ہی نہیں ہوئی تھی۔**

اس کے برعکس الفضل کے اس شمارے میں حضرت امام جماعت احمدیہ کا جو خطبہ شائع ہوا تھا اس میں تو یہ لکھا ہے کہ (دین حق) کو روحانی غلبہ حاصل ہوگا۔ (دین حق) کے روحانی غلبہ کے معنے یہ ہیں کہ جس طرح آج کا (مومن) یورپ سے مرعوب ہے، کل یورپ (دین حق) سے مرعوب ہوتا نظر آئے گا۔ یورپ اسلامی مسائل مثلاً پردہ تعددِ ازدواج، ممانعتِ سود وغیرہ پر اعتراض کرنے کی بجائے یہ ثابت کر رہا ہوگا کہ ان کی تعلیم بھی اسلامی مسائل سے ملتی جلتی ہے۔ قوم کو یہ پیغام دیا گیا تھا کہ ہم مغرب کے نقال نہیں بنیں گے بلکہ (دین حق) کو دنیا کے قلوب میں اس طرح جاگزیں کریں گے کہ وہ (دین حق) کی نقال بنے۔ اس وقت ایک اخبار سے (یہ اخبار آفاق تھا) وابستہ اخبار نویس حکومت کو حضرت امام جماعت احمدیہ کے خلاف اکسا رہے تھے اور یہ مشورہ دے رہے تھے کہ ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ حضور نے ان اخبار نویسوں سے فرمایا کہ تمہارے کہنے پر بیشک حکومت مجھے پکڑ سکتی ہے، قید کر سکتی ہے، مار سکتی ہے۔ مگر جب تم پشیمان ہو گے اور تمہارا غرور ٹوٹ جائے تو تم سے بہر حال یوسف والا سلوک ہی کیا جائے گا۔ (ملاحظہ کیجئے الفضل 3 جنوری 1952 ص 3 و 4)

ہم نے اس خطبہ کا خلاصہ درج کر دیا ہے۔ کیا اس کو "دھمکیاں" یا "اشتعال انگیزی" قرار دیا جا سکتا ہے؟ اس کا فیصلہ ہم قارئین پر چھوڑتے ہیں۔ بہر حال حقیقت یہ ہے کہ مودودی صاحب نے عدالت کے روبرو جو دعویٰ پیش کیا تھا کہ الفضل کے اس شمارے میں یہ بات درج ہے، یہ دعویٰ بہر حال غلط تھا۔ اور جب صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے مودودی صاحب کے بیان پر تبصرہ شائع کیا گیا تو اس کے صفحہ 77 اور 78 پر اس بارے میں حقیقت بھی شائع کی گئی اور اس طرح یہ الزام بے بنیاد ثابت ہوگیا۔

"خاص حوالے" کا نیا جنم

شاید پڑھنے والے یہ خیال کریں کہ اس کے بعد اس فرضی حوالے کی جان بخشی ہوگئی ہوگی۔ لیکن یہ بات حیرت انگیز ہے کہ ایسا نہیں ہوا۔ 1953ء میں جواں مرگی کا شکار ہونے کے بعد اس جعلی حوالے نے 1974ء میں ایک اور جنم لیا۔ جب 1974ء میں آئین کی دوسری ترمیم سے قبل قومی اسمبلی کی سپیشل کمیٹی میں جماعتِ احمدیہ کے وفد سے سوالات کئے جا رہے تھے تو 9 اگست کی کارروائی کے دوران اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار صاحب نے کہا:

"اس پر توجہ دیں تا کہ وہ بھی آپ دیکھ سکیں۔ یہ بھی مرزا صاحب کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور یہ ہے الفضل 3 جولائی 1952ء"

اور پھر الفضل کے مذکورہ شمارے کی تاریخ بڑے وثوق سے نوٹ کرائی گئی۔ اس کے بعد شاید اٹارنی جنرل صاحب کو یہ خیال آیا کہ اس حوالے کی اہمیت صحیح طرح اجاگر نہیں

ہوئی۔انہوں نے زور دے کرفرمایا:

ہاں۔وہ وہ جو خاص حوالہ ہے جس کی طرف میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔وہ میں سنا دیتا ہوں آپ کو:

’’ہم فتح یاب ہوں گے۔ضرور تم مجرموں کی طرح ہمارے پاس پیش ہو گے۔اس وقت تمہارا حشر بھی وہی ہوگا جو فتح مکہ کے دن ابوجہل اور اس کی پارٹی کا ہوا۔‘‘

یہاں پر مرزا صاحب! آپ سے گذارش ہے کہ ’’فتح‘‘ کا کیا مطلب ہے؟ ’’مجرموں‘‘ سے کیا مراد ہے؟ اشارہ کن کس لوگوں کی طرف ہے کہ:

’’تمہارا وہی حشر ہوگا، جو فتح مکہ کے دن ابوجہل اور اس کی پارٹی کا ہوا۔‘‘

(PROCEEDINGS OF THE SPECIAL COMMITTEE OF THE WHOLE HOUSE HELD IN CAMERA TO CONSIDER THE QADIANI ISSUE OFFICIAL REPORT, FRIDAY THE 9TH AUGUST, 1974) CONTAINS NO. 1-21),P 708)

جو حوالہ 1953 میں 3 جنوری کا تھا، 1974 میں 3 جولائی 1952 کا بن چکا تھا۔

اس پر حضور نے فرمایا کہ اس کو چیک کر جواب دیا جائے گا۔یہ تھا وہ خاص حوالہ جو کہ اس کمیٹی میں جماعتِ احمدیہ کے وفد کے سامنے برہانِ قاطع کے طور پر پیش کیا گیا تھا۔خیر 10/اگست کا سورج طلوع ہوا اور اس کمیٹی نے اپنے ’’خاص حوالے‘‘ سمیت دوبارہ کارروائی کا آغاز کیا۔پہلے سیشن میں ہی حضرت امام جماعتِ احمدیہ نے فرمایا کہ اس شمارے میں تو یہ عبارت سرے سے موجود ہی نہیں۔اور فرمایا کہ میں صرف لفظی تردید نہیں کر رہا ، اس مضمون کی کوئی عبارت نہیں ملی کہ تم مجرموں کی طرح پیش ہو گے ۔چونکہ اس سے قبل بھی کئی حوالے غلط نکل چکے تھے شاید اس لئے اٹارنی جنرل صاحب کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ ایک اور حوالہ غلط نکلا ہے۔شاید اس لئے انہوں نے اصرار کیا کہ آپ تسلی کر لیں ہم بھی دیکھ رہے ہیں۔آپ Verify کر لیں۔

(PROCEEDINGS OF THE SPECIAL COMMITTEE OF THE WHOLE HOUSE HELD IN CAMERA TO CONSIDER THE QADIANI ISSUE OFFICIAL REPORT, FRIDAY THE 10th AUGUST, 1974) CONTAINS NO. 1-21),P 814&815)

اس کے بعد چند روز کے وقفہ کے بعد سپیشل کمیٹی کارروائی دوبارہ شروع ہوئی تو حضرت امام جماعتِ احمدیہ نے اٹارنی جنرل صاحب کو یک مرتبہ پھر فرمایا کہ یہ حوالہ چیک کیا گیا اور فرمایا کہ اس سے قبل اور بعد کے پانچ دس شمارے بھی چیک کر لیے گئے ہیں یہ حوالہ موجود نہیں ہے۔اس پر اٹارنی جنرل صاحب نے بوکھلا کر جو کچھ فرمایا وہ ان کے الفاظ میں ہی درج کیا جاتا ہے۔اسے پڑھیں اور لطف اُٹھائیں

’’نہیں نہیں میں……یہ دیکھیں جی کہ جہاں ہو جاتا ہے کہ ’’1952، 1951 یا 1953 ہو سکتا ہے۔بعض دفعہ 13 کی جگہ 23 ہو جاتا ہے تو یہ تو میں نہیں کہتا کہ سارے کے سارے ایک ایک پرچہ دیکھیں تو آپ کے پاس نہیں مل رہا۔‘‘

(PROCEEDINGS OF THE SPECIAL COMMITTEE OF THE WHOLE HOUSE HELD IN CAMERA TO CONSIDER THE QADIANI ISSUE OFFICIAL REPORT, FRIDAY THE 20th AUGUST, 1974) CONTAINS NO. 1-21),P 858)

بہت خوب! اسمبلی کی سپیشل کمیٹی کی کارروائی ہو رہی ہے۔اٹارنی جنرل صاحب ایک ’’خاص حوالہ‘‘ پیش فرما رہے ہیں حوالہ جعلی نکلا۔اب وہ یہ فرما رہے ہیں کہ انہیں یقینی طور پر یہ

نہیں معلوم کہ اس حوالے کا سال کون سا ہے، تاریخ کون سی ہے؟ اس صورتِ حال پر مزید تبصرہ کی ضرورت نہیں۔

یہ طویل کارروائی ختم ہوگئی لیکن اس حوالے کا کوئی ثبوت مہیا نہیں کیا گیا۔ شاید اس حوالہ کو پیش کرنے والے تاریخ کے قائل ہیں۔ اب جنوری 2013 میں خالد ہمایوں صاحب کے اس کالم میں ایک بار پھر اس جعلی حوالے کی ولادت ہوئی ہے۔ اس مرتبہ اخبار کا نام، سال یا تاریخ درج نہیں کئے گئے۔ اللہ رحم کرے۔ 60 سال کی عمر میں تو حکومت بھی اپنے ملازمین کو ریٹائر کر دیتی ہے۔ اس حوالے کو غلط ثابت ہوئے اب ساٹھ سال ہو رہے ہیں۔ ان معترضین کی خدمت میں گذارش ہے کہ اب تو اس کو پیش کرنا ترک کر دیں۔

ایک طریقہ تو یہ اپنایا جاتا ہے کہ سرے سے جعلی حوالہ پیش کر دو۔ اور دوسرا یہ کہ کسی عبارت سے ایک آدھا جملہ لے کر اس میں کچھ تبدیلی کر کے بغیر سیاق وسباق کے پیش کر دو اور اس کا وہ مطلب نکالو جو اصل عبارت سے نکل ہی نہیں سکتا۔ لیکن اس طریق سے لکھنے والے کو یہ دھڑکا رہتا ہے کہ اگر کسی پڑھنے والے نے اصل عبارت بمع سیاق وسباق پڑھ لی تو وہ اثر زائل ہو جائے گا جو لکھنے والا پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اس نتیجے سے بچنے کیلئے دو راستے اختیار کئے جاتے ہیں۔ ایک تو وہ طریقہ ہے جو خالد ہمایوں صاحب نے اختیار کیا یعنی حوالہ درج ہی نہ کیا جائے اور دوسرا طریقہ وہ ہے جو مودودی صاحب نے عدالت کے روبرو اپنے بیان میں بعض مقامات پر اختیار کیا تھا یعنی حوالہ غلط درج کر دیا جائے تا کہ اصل عبارت تک پڑھنے والے کی رسائی نہ ہو سکے۔ ہم اس کی ایک مثال پیش کرتے ہیں۔ کالم نگار نے اپنے مضمون میں لکھا ہے کہ مودودی صاحب نے تحقیقاتی عدالت میں شواہد پیش کئے تھے کہ امام جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد نے ''پاکستان کو ہموار کرنے'' کا ایک منصوبہ بنایا تھا جس کیلئے بلوچستان کے Base کے طور پر استعمال کیا جانا تھا۔ اول تو ''ہموار کرنے'' کی اصطلاح ہی ناقابلِ فہم ہے۔ مودودی صاحب نے اپنے بیان میں تحریر کیا تھا کہ امام جماعت احمدیہ نے ''پورے پاکستان پر قبضہ کرنے'' کا منصوبہ بنایا تھا، جس کیلئے بلوچستان کو ایک بیس (Base) کے طور پر استعمال کیا جانا تھا۔ اور وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ حضرت امام جماعتِ احمدیہ نے یہ منصوبہ ایک خطبہ میں بیان کیا تھا اور یہ خطبہ 23/اگست 1948 کے الفضل میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

(مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کا تحقیقاتی عدالت میں بیان، شائع کردہ مکتبہ جماعتِ اسلامی پاکستان لاہور، بار اول، 1953ء ص16و17)

مودودی صاحب ایک خوفناک سازش کا انکشاف فرما رہے ہیں کہ احمدیوں نے تو پورے پاکستان پر قبضہ کرنے کا منصوبہ بنایا ہوا تھا اور یہ منصوبہ 23/اگست 1948 کے الفضل میں شائع بھی ہو چکا ہے۔ ذرا ملاحظہ فرمائیے کہ اس تاریخ کو یعنی 23/اگست کو تو الفضل شائع ہی نہیں ہوا تھا۔ الفضل ہفتہ میں ایک روز شائع نہیں ہوتا۔ ہم اس کا ثبوت درج کر دیتے ہیں 22/اگست 1948 کو الفضل کی جلد2 کا شمارہ نمبر 190 تھا اور 24/اگست 1948 کو الفضل کا شمارہ 191 تھا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ 23/اگست کو الفضل شائع ہی نہیں ہوا تھا اور 1948ء کے خطبات میں جہاں بلوچستان کا ذکر ہے وہاں پاکستان کو ہموار کرنے یا اس پر قبضہ کرنے کا کوئی ذکر ہی نہیں اور وہاں بھی بلوچستان کی کوئی تخصیص نہیں، مشرقی افریقہ کا بھی ذکر ہے، گورداسپور کا بھی ذکر ہے، چھوٹے چھوٹے جزیروں اور دنیا کے کناروں کا بھی ذکر ہے۔

اس فرضی سازش کے بیان کو مزید سنسنی خیز بنانے کیلئے خالد ہمایوں صاحب نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ اس وقت احمدیوں نے اس وقت اسلحہ سازی کے متعدد کارخانے بھی قائم کر لیے

تھے۔اور باقی الزامات کی طرح اس کا ماخذ بھی مودودی صاحب کا تحقیقاتی عدالت کے روبرو بیان ہے۔حقیقت یہ ہے کہ اس الزام کے بعد جماعت احمدیہ کی طرف سے باقاعدہ ان الزامات کی اصلیت ایک کتابچہ ”مودودی صاحب کا تحقیقاتی عدالت میں تحریری بیان اور اس پر صدر انجمن احمدیہ کا تبصرہ“ میں شائع کی گئی تھی۔یہ کتابچہ مکتبہ دارالتجلید اردو بازار کی طرف سے شائع کیا گیا تھا۔جہاں تک اسلحہ سازی کے متعدد فرضی کارخانوں کا تعلق ہے تو اس کتابچہ کے صفحہ 79 میں یہ چیلنج دیا گیا تھا:

”ایک خلاف واقعہ افسانہ ہے اور عدالت سے ہم باادب درخواست کرتے ہیں کہ مولانا مودودی صاحب سے اس کا ثبوت طلب کیا جائے۔“

کیا مودودی صاحب اس کا کوئی ثبوت دے سکے؟ ہرگز نہیں۔اس عدالت کی رپورٹ اور خود جماعت اسلامی کی شائع کردہ کتب اور رسائل میں اس کے کسی ثبوت کا کوئی نام و نشان نہیں ملتا۔اسلحہ کا کارخانہ بلکہ ایک دو نہیں متعدد کارخانے کسی ڈبیا میں بند کر کے پوشیدہ تو نہیں رکھے جا سکتے جن کا کوئی نام ونشان بھی نہ مل سکے۔آخر اُس وقت ان فرضی کارخانوں کا کوئی ثبوت کیوں نہیں دیا گیا؟ اس الزام کو لگانے کے بعد مودودی صاحب کا یہ فرض تھا کہ وہ اس کا ثبوت بھی مہیا کرتے۔یہ صرف ایک افسانہ تھا۔فرقان بٹالین والا الزام اس سے بھی زیادہ دلچسپ ہے۔اس وقت پاکستان کو سرحدوں کی حفاظت کے کام میں ان گنت دشواریوں کا سامنا تھا۔اور اس دور میں متعدد رضاکار گروہوں نے یہ فریضہ سرانجام دیا تھا۔جماعت احمدیہ کی طرف سے رضاکار بٹالین بنانے کی پیشکش حکومت کو کی گئی تھی اور خود حکومت پاکستان نے اسے منظور کیا تھا اور حکومت پاکستان کی طرف سے اسے ایک نازک اور خطرناک علاقے میں فرائض سونپے گئے تھے۔یہ بٹالین جماعت احمدیہ کے ماتحت نہیں بلکہ افواج پاکستان کی کمان کے تحت سرحد پر فرائض سرانجام دے رہی تھی۔جب رضاکار دستوں کو حکومت کی طرف سے سبکدوش کیا گیا ہے تو خود افواج پاکستان کے کمانڈر انچیف نے فرقان بٹالین کو سبکدوش کرنے کی تقریب میں شرکت کی تھی اور کہا تھا کہ آپ نے بہت خطرناک حالات میں اپنے فرائض خوش اسلوبی سے سرانجام دیئے ہیں۔کچھ سمجھ میں نہیں آتی کہ یہ معترضین اس بات پر کیوں غصے میں آرہے ہیں کہ پاکستانی احمدیوں نے نازک حالات میں اپنے ملک کی حفاظت کے فرائض سرانجام دیئے۔بظاہر اس کی وجہ یہی سمجھ آتی ہے جو کہ اس وقت کے ممتاز مسلم لیگی لیڈر سردار شوکت حیات صاحب نے اپنی کتاب The Nation That Lost Its Soul کے صفحہ 147 پر لکھی ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ پاکستان بننے کے بعد مودودی صاحب نے کشمیر کے جہاد کے خلاف فتویٰ دیا تھا اور اس میں شریک ہونے والوں کے متعلق اتنے سخت الفاظ استعمال کئے تھے کہ جنہیں اس مضمون میں دہرانا بھی مناسب نہیں۔سردار شوکت حیات صاحب کی کتاب کے مذکورہ صفحہ پر اس فتوے کا خلاصہ ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

معلوم نہیں کہ کیا وجہ تھی کہ اپنے مضمون کے پہلے حصے میں خالد ہمایوں صاحب نے جماعت احمدیہ پر کچھ الزامات لگائے اور اسی کالم کے دوسرے حصہ میں انہوں نے اپنے الزامات کے خلاف بہت مضبوط دلائل لکھے ہیں۔مثلاً جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ اس کالم کی ابتداء میں وہ لکھتے ہیں کہ اصل میں احمدیوں نے دانستہ طور پر خود اشتعال دلا کر یہ فسادات شروع کرائے تھے۔لیکن آگے جا کر وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ گورنر جنرل غلام محمد صاحب، سکندر مرزا صاحب اور جنرل ایوب خان صاحب نے پہلے خود قحط کے

حالات پیدا کئے پھر اینٹی قادیانی تحریک کو ہوا دی گئی۔لیکن تینوں احباب میں سے تو کوئی احمدی نہیں تھا۔خالد ہمایوں صاحب کی تحریر کچھ واضح نہیں کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں نہ وہ خط کے بارے میں الزام کے متعلق کسی قسم کا ثبوت پیش کرنے کا کوئی تردد کررہے ہیں۔لیکن اگر ان کی بات تسلیم کرلی جائے تو ان کی تحریر کے مطابق بھی یہ دعویٰ بہر حال غلط ثابت ہوجاتا ہے کہ احمدیوں نے خود یہ فسادات شروع کرائے تھے۔اس کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب ممتاز دولتانہ صاحب نے خود احمدیوں کے خلاف تحریک کی سرپرستی کی اور انہوں نے کچھ اخبارات کو رشوتیں دیں جس سے اس تحریک کو آگے بڑھنے کا موقع ملا۔

یہ بات تو سب جانتے ہیں کہ اُس وقت ممتاز دولتانہ صاحب جماعت احمدیہ کی مخالفت میں پیش پیش تھے۔اور خالد ہمایوں صاحب خود لکھ رہے ہیں کہ انہوں نے اس تحریک کی سرپرستی کی حتیٰ کہ اخبارات کو رشوتیں بھی دیں۔تو اس طرح اس کالم کا پہلا دعویٰ غلط ثابت ہوجاتا ہے کہ اس تحریک کو خود احمدیوں نے شروع کرایا تھا۔جیسا کہ خالد ہمایوں صاحب نے لکھا ہے، تحقیقاتی عدالت میں یہ بات ثابت ہوئی تھی کہ جماعتِ احمدیہ کی خلاف مہم اس طرح چلائی گئی تھی کہ سرکاری بجٹ سے رقوم لے کر رشوتیں دی گئی تھیں کہ تا کہ جماعتِ احمدیہ کے خلاف مہم چلائی جائے۔چنانچہ تعلیم بالغاں کے فنڈ سے رقم لے کر اخبارات کو رشوتیں دی گئی تھیں کہ وہ جماعتِ احمدیہ کے خلاف مضامین لکھیں۔ یہ اخبارات زمیندار، آفاق، احسان اور مغربی پاکستان تھے۔ان میں سے آفاق کا ذکر تو ہم پہلے بھی کر چکے ہیں۔یہ اخبار پنجاب حکومت سے رشوت لے کر یہ پر زور مطالبات کر رہا تھا کہ امام جماعتِ احمدیہ کے خلاف کارروائی کی جائے۔اور زمیندار کے مالک تو اس تحریک کے قائدین میں سے ایک تھے اور تحقیقاتی عدالت میں یہ بھی ثابت ہوا تھا کہ صرف اخبارات کو ہی رشوتیں نہیں دی گئی تھیں بلکہ اس تحریک میں شامل بہت سے احباب کی بھی جیبیں گرم کی گئی تھیں تا کہ وہ مضامین لکھیں اور کالجوں میں جا کر لیکچر دیں۔ایسے احباب کی صحیح تعداد میں متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے لیکن تحقیقاتی عدالت میں یہ ثابت ہوا تھا کہ کم از کم بہتر ایسے افراد تھے جن کی جیبیں سرکاری بجٹ سے بھری گئی تھیں۔اب خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ اور کتنے احباب تھے جو اس قسم کی رقوم سے مستفید ہوئے تھے۔اس پر مزید تحقیق ہونی چاہیے۔

(دیکھئے رپورٹ تحقیقاتی عدالت فسادات پنجاب 1953ء جلد اول ص 83 تا 88)

> یہ بات تو سب جانتے ہیں کہ اُس وقت ممتاز دولتانہ صاحب جماعت احمدیہ کی مخالفت میں پیش پیش تھے اور خالد ہمایوں صاحب خود لکھ رہے ہیں کہ انہوں نے اس تحریک کی سرپرستی کی حتیٰ کہ اخبارات کو رشوتیں بھی دیں۔تو اس طرح اس کالم کا پہلا دعویٰ غلط ثابت ہوجاتا ہے کہ اس تحریک کو خود احمدیوں نے شروع کرایا تھا

مخصوص گروہ کے قائداعظم کے بارہ میں افکار

1953ء کے فسادات پر تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ شائع شدہ موجود ہے۔ہر کوئی اس کو پڑھ کر خود اس حقیقت کا جائزہ لے سکتا ہے کہ قیام پاکستان کے بعد جماعتِ احمدیہ کے بیشتر مخالفین سیاسی طور پر ختم ہو چکے تھے۔انہوں نے باقاعدہ ایک سازش کے تحت جماعتِ احمدیہ کی مخالفت میں مہم چلائی تا کہ دوبارہ اپنی سیاسی زندگی کا آغاز کرسکیں۔احمدیوں کو ہر قسم کی دھمکیاں دی گئیں اور اشتعال انگیزی کا ہر ممکن طریقہ استعمال کیا گیا۔دولتانہ حکومت اور بعض سیاستدانوں نے اپنی سیاسی اغراض کیلئے اس مہم کو پروان چڑھایا حتیٰ کہ سرکاری فنڈز سے رشوتیں بھی دی گئیں۔ان حقائق کی موجودگی میں خالد ہمایوں

صاحب کا یہ عجیب وغریب دعویٰ بالکل بے بنیاد نظر آتا ہے کہ احمدیوں نے خود ہی دانستہ طور پر یہ فسادات شروع کرائے تھے تا کہ ان کی قتل وغارت کی جائے، ان کی املاک لوٹی جائیں اور ان کو ہر طرح کے ظلم وستم کا نشانہ بنایا جائے۔ البتہ ہمیں اس امر کا اعتراف ہے کہ جماعت احمدیہ کی مخالفت میں پیش جماعتوں کا یہ جارحانہ رویہ صرف جماعت احمدیہ تک محدود نہیں تھا، دوسرے بھی ان کی جارحیت کا نشانہ بنتے رہے۔ قیام پاکستان سے پہلے بہت سے نمایاں افراد اور گروہ ان کی نیش زنی کا نشانہ بنتے رہے۔ قیام پاکستان کے بعد بھی انہوں نے اپنی سیاسی لاش میں جان ڈالنے کیلئے قائداعظم محمد علی جناح پر بھی ایسے شرمناک تیر چلائے کہ پاکستانیوں کی گردن شرم سے جھک جاتی ہے۔ 1953ء میں فسادات کی آگ بھڑکانے میں احرار پیش پیش تھے۔ قیام پاکستان سے قبل ان کا رویہ کیا تھا اس کے بارے میں تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ میں لکھا ہے۔

’’احرار کے ہر لیڈر نے اپنی ہر اہم تقریر میں مسلم لیگ پر تنقید کی۔ اس کے لیڈروں پر نکتہ چینی کی۔ یہاں تک کہ قائد اعظم کو بھی نہ چھوڑا۔ جن سے وہ سخت متنفر تھے۔ حالانکہ ان کی شخصیت ان دنوں مسلمان قوم کے واحد اور مسلمہ راہنما کی حیثیت سے قلوبِ عوام میں گھر کر چکی تھی۔ چونکہ قائداعظم روشن خیال آدمی تھے اور مذہبی امور میں کسی نمود و نمائش کے قائل نہ تھے۔ اس لئے احرار نے انکی اس خصوصیت سے ناواجب فائدہ اُٹھا کر انہیں کافر کہنا شروع کر دیا۔ یہ شعر مولانا مظہر علی اظہر سے منسوب ہے۔ جو تنظیم احرار میں ایک ممتاز شخصیت ہیں:

اک کافرہ کے واسطے اسلام کو چھوڑا
یہ قائد اعظم ہے کہ ہے کافرِ اعظم

مولانا مظہر علی اظہر نے ہمارے سامنے نہایت خیرہ چشمی سے یہ اظہار کیا کہ (قائداعظم کے متعلق) وہ اب تک اسی خیال پر قائم ہیں۔ احرار نے اپنی تقریروں میں صرف یہ ہی نہیں کہا کہ قائداعظم نے ایک پارسی خاتون سے شادی کی تھی بلکہ یہ اعتراض بھی کیا کہ قائداعظم اب تک حج کیلئے مکہ معظمہ کیوں نہیں گئے۔‘‘

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت.....فسادات پنجاب 1953ء اردو ص 11)

اور قیام پاکستان کے بعد احرار قائداعظم کے بارے میں کیا نیش زنی کر رہے تھے۔ اس رپورٹ میں ’’احرار لیڈروں کی تقریریں‘‘ کے عنوان کے تحت لکھا ہے کہ:

’’صاحبزادہ فیض الحسن کی جس تقریر کا ذکر ملک حبیب اللہ کی چٹھی میں کیا گیا ہے اسکی روئداد سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحبزادہ نے یہ تقریر 27/اگست 1948ء کو موضع بھلر میں سید امام علی کے عرس کے موقع پر کی تھی۔ جس میں بتایا گیا تھا کہ بیگم لیاقت علی خان اور دوسری عورتیں جو پردہ نہیں کرتیں سب بازاری عورتیں ہیں اور مشرقی پنجاب میں ہندوؤں اور سکھوں نے جو ایک لاکھ مسلمان عورتوں کو اغوا کر لیا تو اسکی وجہ یہ تھی کہ قائداعظم پاکستان کے گورنر جنرل بننے کیلئے بے حد مضطرب تھے۔‘‘

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت برائے تحقیقات فسادات پنجاب 1953ء اردو ص 15)

واضح رہے کہ اسی رپورٹ کے صفحہ 88 سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحبزادہ فیض الحسن صاحب ان لوگوں میں شامل تھے جن کو پنجاب حکومت نے رقوم دے کر کالجوں اور جیلوں میں لیکچر دینے کے کام کیلئے تیار کیا تھا۔

اب ہم مودودی صاحب کی تحریرات کا جائزہ لیتے ہیں۔ مودودی صاحب نے آزادی سے کچھ عرصہ قبل اپنی کتاب ’’مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش‘‘ کا تیسرا حصہ شائع کیا۔ جس میں اُنہوں نے قائداعظم اور ان کے رفقاء کے بارے میں ان خیالات کا اظہار کیا:

''.....اور دنیا میں صرف ہماری جماعت ہی وہ ایک جماعت ہے جو شخصی اور قومی نفع و نقصان کے تصورات سے بالاتر ہو کر مجرد اخلاق کی بنیاد پر کام کرتی ہے۔ اگر لیگ کے رہنماؤں میں اسلامی حس کا شائبہ بھی موجود ہوتا تو وہ اس موقع کو ہاتھ سے نہ دیتے...... مگر افسوس کہ لیگ کے قائداعظم سے لے کر چھوٹے مقتدیوں تک ایک بھی ایسا نہیں جو اسلامی ذہنیت اور اسلامی طرز فکر رکھتا ہو اور معاملات کو اسلامی نقطہ نظر سے دیکھتا ہو۔ یہ لوگ مسلمان کے معنی و مفہوم اور اس کی مخصوص حیثیت کو بالکل نہیں جانتے.....''

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم ص 30)

اور جب پاکستان بن گیا اور قائداعظم نے ملک کے پہلے کے سربراہ کی حیثیت سے اپنے فرائض سنبھالے تو مودودی صاحب نے اپنے جن خیالات کا اظہار کیا وہ خیالات ترجمان القرآن کے ستمبر 1948 کے شمارے میں شائع ہوئے تھے۔ واضح رہے کہ اس وقت قائداعظم کی بیماری بہت بڑھ چکی تھی اور ڈاکٹر مایوسی کا اظہار کر رہے تھے۔ جناب مودودی صاحب لکھتے ہیں:

''.....جن لوگوں کے ہاتھ میں اس وقت زمام کار ہے وہ اسلام کے معاملے میں اتنے مخلص اور اپنے وعدوں کے بارے میں جو اپنی قوم سے کئے تھے اتنے صادق ہوں کہ اسلامی حکومت قائم کرنے کی جو اہلیت ان کے اندر مفقود ہے اسے خود محسوس کر لیں اور ایمانداری کے ساتھ مان لیں کہ پاکستان حاصل کرنے کے بعد ان کا کام ختم ہو گیا ہے اور یہ کہ اب یہاں اسلامی نظام تعمیر کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو اس کے اہل ہوں۔''

(رسائل و مسائل جلد اول ص 335)

اس کے بعد مودودی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ہم اس وقت اسی طریقہ کو آزما رہے ہیں۔ افسوس کہ اپنے آخری سانس تک قوم کے محسن قائداعظم محمد علی جناح یہ نیش زنی سہتے رہے اور خالق حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔

ان شواہد سے ثابت ہوتا ہے کہ ان گروہوں کی سازش صرف جماعت احمدیہ تک محدود نہیں تھی۔ جب تک قائداعظم زندہ رہے، وہ ان کی سازشوں کا نشانہ بنے رہے۔

بعض موعود صدیوں بعد پیدا ہوں گے

سیدنا حضرت مصلح موعود نوراللہ مرقدہ نے فرمایا:

''میں خدا کے حکم کے ماتحت قسم کھا کر یہ اعلان کرتا ہوں کہ خدا نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق آپ کا وہ موعود بیٹا قرار دیا ہے جس نے زمین کے کناروں تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پہنچانا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میں ہی موعود ہوں اور کوئی موعود قیامت تک نہیں آئے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اور موعود بھی آئیں گے اور بعض ایسے موعود بھی ہوں گے جو صدیوں کے بعد پیدا ہوں گے۔ بلکہ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ وہ ایک زمانہ میں خود مجھ کو دوبارہ دنیا میں بھیجے گا اور میں پھر کسی شرک کے زمانہ میں دنیا کی اصلاح کے لئے آؤں گا جس کے معنے یہ ہیں کہ میری روح ایک زمانہ میں کسی اور شخص پر جو میرے جیسی طاقتیں رکھتا ہو گا نازل ہو گی اور وہ میرے نقش قدم پر چل کر دنیا کی اصلاح کرے گا۔ پس آنے والے آئیں گے اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق اپنے اپنے وقت پر آئیں گے۔''

(انوارالعلوم جلد 17 صفحہ 161)

احباب لاہور کی خدمات بابت سالانہ قادیان 2012ء

(مکرم چوہدری منیر احمد صاحب زعیم اعلیٰ لاہور)

گزشتہ سالوں کی طرح امسال 2012ء کے جلسہ سالانہ قادیان کیلئے محض خدا تعالیٰ کے فضل سے انصاراللہ ضلع لاہور کی مجالس سے انصار دوستوں کو مختلف شعبہ جات کے لئے خدمات کی توفیق ملی محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ لاہور کی ہدایت پر کمیٹیاں تشکیل دی گئیں جن میں کمیٹی کے انچارج کے لئے انصاراللہ کو ذمہ داری سونپی گئی۔ کام کا آغاز تو فروری 2012ء سے ہی شروع ہو گیا تھا۔ جس میں ضلع بھر کے حلقہ جات میں فارم کی تقسیم سے تھا۔ بعدازاں پاسپورٹ کی وصولی اور مرکز ترسیل تھا۔ حصول ویزہ کے بعد پاسپورٹ کو ترتیب کے ساتھ رکھا گیا اور 22/دسمبر سے 27/دسمبر 2012ء تک کے لیے مرکز سے موصولہ شیڈول کے مطابق پاسپورٹس کو رکھا گیا۔

واہگہ بارڈر کے لئے واش رومز کی تیاری، تنور کی تنصیب، ایندھن کی خریداری، سلنڈر کی بھروائی، ڈسپوزایبل برتنوں کی خریداری کے لئے دوماہ قبل ہی انتظامات شروع کر دیے گئے تھے جس میں انصار نے بہت حد تک خدمت کی توفیق پائی۔ ویسے تو سارے کاموں کے لئے سارا سال ہی کام جاری رہتا ہے۔ کسٹم، امیگریشن، رینجرز کے علاوہ دیگر ایجنسیوں سے تعلقات رکھے جاتے ہیں اور انصار کی ایک ٹیم سارا سال ان محکموں کے عہدیداران سے رابطہ میں رہتے ہیں۔

نمایاں شعبہ جات میں استقبالیہ، وصولی پاسپورٹ، تقسیم پاسپورٹ، امیگریشن، کسٹم اور رینجرز کی کلیئرنس، کھانا پکوائی، تقسیم طعام، شامیانے، کراکری کا انتظام، کھانا پکوائی کے لئے آلو، انڈے، سوجی، چینی، خشک میوہ جات کی خریداری، ٹرانسپورٹ خدمت خلق وغیرہ کے لئے انصار بھائیوں کو خدا تعالیٰ کے فضل سے بھرپور خدمت کی توفیق ملی۔

22/دسمبر 2012ء سے باقاعدہ قافلوں کا آغاز ہو گیا اور اس روز 1400 سے زائد مہمانوں کو ناشتہ پیش کر کے پاسپورٹ تقسیم کر کے کسٹم، امیگریشن اور رینجرز سے کلیئر کروانے کی توفیق ملی یہ سلسلہ 28/دسمبر 2012ء تک جاری رہا۔ بیرون علاقہ جات اور دور دراز مثلاً کراچی، کوئٹہ وغیرہ کے مہمانوں کو گھروں میں ٹھہرانے کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔

مذکورہ تمام شعبہ جات میں 100 سے زائد انصار نے نمایاں خدمت کی توفیق پائی اور اپنی ملازمت سے رخصت حاصل کر کے یا اپنے کاروبار کو ان ایام میں بند کر کے اپنے فرائض کی انجام دہی میں حصہ ڈالا۔

مکرم ڈاکٹر سید منیر احمد صاحب، مکرم ڈاکٹر عمران سوری صاحب، مکرم ڈاکٹر منصور احمد صاحب سرجن، مکرم ڈاکٹر احسان احمد صاحب نے واہگہ بارڈر پر جلسہ پر تشریف لے جانے والے احباب کی خدمت کے لئے 5/6 دن میڈیکل کیمپ لگائے اور ضرورت مند احباب کو ایلوپیتھی اور ہومیوپیتھی ادویات دیں۔ درخواست دعا ہے کہ مولا کریم ان تمام کارکنان کی حقیر خدمت قبول فرمائے اور ہمیشہ خلافت کے ساتھ وابستہ رکھے

اور اپنے فضلوں اور رحمتوں کا وارث بنائے آمین۔

اخبار مجالس

(قیادت عمومی مجلس انصاراللہ پاکستان)

ریفریشر کورسز

☆ 4 جولائی کو ضلع ساہیوال کے زیر اہتمام سائقین کا ریفریشر کورس ہوا جس میں 3 مجالس کے 13 سائقین، 6 بلاک لیڈرز، اور 14 مجالس کے زعماء نے شرکت کی۔ ایڈیشنل ناظم صاحب علاقہ لاہور نے اراکین کو نصائح کیں۔ حاضری 116 رہی۔

☆ 11/ اگست کو ضلع راولپنڈی کے زیر انتظام ریفریشر کورس اصلاح وارشاد کا انعقاد ہوا جس میں مرکز سے مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب نائب صدر اول اور مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب قائد اصلاح وارشاد نے شمولیت کی۔ حاضری 102 انصار رہی۔

☆ 14/ ستمبر کو ضلع حیدرآباد میں ضلعی عاملہ کی میٹنگ کا اہتمام کیا گیا جس میں مرکز سے مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب نائب صدر اول نے شمولیت کی اور عہدیداران کو نصائح کیں۔ میٹنگ میں کل 34 عہدیداران شامل ہوئے۔

☆ 15/ ستمبر کو مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب نائب صدر نے دورہ ضلع کراچی کے موقع پر بیت الرحیم کراچی میں مجالس مقامی کے عہدیداران تربیت اور تعلیم کے ساتھ ایک میٹنگ کی جس میں ہر دو شعبہ جات کا جائزہ لیا گیا۔

☆ 16 ستمبر کو ضلع ساہیوال کے زیر انتظام شعبہ تربیت و اصلاح وارشاد کی ضلعی و مجالس کی کمیٹیز کے ریفریشر کورس کا انعقاد کیا گیا جس میں مرکز سے مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب قائد عمومی، مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب قائد اصلاح وارشاد نے شمولیت کی۔ اس پروگرام میں 14 مجالس کے 49 عہدیداران شامل ہوئے۔

☆ 7/ اکتوبر کو علاقہ لاہور کے زیر اہتمام ایوان ناصر ربوہ میں ایک ریفریشر کورس کا انعقاد کیا گیا جس میں علاقہ کی عاملہ کے ناظمین نے شمولیت کی محترم ناظم صاحب علاقہ لاہور نے ہدایات دیں۔ صدر مجلس انصاراللہ پاکستان نے احباب کو قیمتی نصائح کیں۔ قائدین کرام نے بھی شمولیت کی اور مختلف امور کے متعلق راہنمائی فرمائی۔ حاضری 22 رہی۔ اس موقع پر نمائندگان نے نمائش جدید پریس اور سرائے سرور سے استفادہ کیا۔

☆ 14 اکتوبر کو عہدیداران نظامت انصاراللہ ضلع لاہور کو اپنا ریفریشر کورس ایوان ناصر ربوہ میں منعقد کرنے کی توفیق ملی جس میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس، مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب نائب صدر اول، مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب نائب صدر اور مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب اور قائدین کرام نے ضروری نصائح کیں۔ محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی اس پروگرام میں تشریف لائے۔ 66 عہدیداران نے شمولیت کی۔

☆ 4 نومبر کو ضلع جھنگ کے عہدیداران کا ریفریشر کورس ایوان ناصر ربوہ میں منعقد ہوا جس میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس اور قائدین کرام نے عہد کے بعد ضروری نصائح فرمائیں۔ حاضری 35 رہی۔

تربیتی اجتماع و اجلاسات

☆ 2 ستمبر کو مکرم ناظم صاحب ضلع کراچی کی زیر صدارت بیت الشرف کراچی میں زعماء اعلیٰ اور ضلعی عاملہ کا ماہانہ اجلاس ہوا جس میں مرکز سے مکرم عبدالسمیع خان صاحب قائد تعلیم القرآن نے شمولیت کی اور مختلف تربیتی امور کی طرف توجہ دلائی۔

☆ 30 ستمبر کو نظامت ضلع سرگودھا کے حلقہ بھلوال کا اجتماع 9 چک بنیار میں منعقد ہوا جس میں مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب قائد اصلاح وارشاد، مکرم شکیل احمد قریشی صاحب نائب قائد اصلاح و ارشاد، مکرم ناظم صاحب ضلع اور مکرم مربی صاحب ضلع نے تربیتی موضوعات پر تقاریر کیں۔ حاضری 58 رہی۔

☆ 14/ اکتوبر مجلس فیصل عمر فیصل آباد نے اپنا سالانہ اجتماع منعقد کیا۔ جس میں گولہ پھینکنا، کلائی پکڑنا، دوڑ اور رسہ کشی کے ورزشی مقابلہ جات نیز تلاوت، نظم، تقریر اور دینی معلومات کے مقابلہ جات ہوئے۔ 23 دسمبر کو اجتماع کا اختتام ہوا۔ اجتماع میں حاضری 59 رہی

☆ 20 اکتوبر کو مجلس پارووالہ ضلع مظفر گڑھ میں جلسہ سیرۃ النبی ﷺ کا اہتمام کیا گیا۔ 70 احباب شامل ہوئے۔

☆ 4 نومبر کو نظامت ضلع عمر کوٹ کے زیر اہتمام سالانہ ایک روزہ اجتماع ہوا جس میں ورزشی مقابلہ جات، سوگز دوڑ، لانگ جمپ، کلائی پکڑنا اور رسہ کشی کروائے گئے۔ اس پروگرام میں ضلع

کی تمام مجالس نے نمائندگی کی اور کل حاضری 200 انصار رہی۔

☆ 11 نومبر کو مجلس کریم نگر فیصل آباد نے جلسہ سیرت النبی ﷺ کا انعقاد کیا۔ جس میں 193 احباب نے شرکت کی۔

☆ 15 دسمبر کو علاقہ لاہور نے سیرت کانفرنس منعقد کی جس میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس نے شرکت فرمائی۔ کل حاضری 39 رہی۔

☆ 16 دسمبر کو نظامت ضلع لاہور کے تحت 6 مختلف مقامات (دارالذکر، ماڈل ٹاؤن، شاہدرہ ٹاؤن، ٹاؤن شپ، بیت التوحید ڈیفنس) میں محدود پیمانے پر اجتماعات منعقد کئے گئے۔ مرکزی نمائندگان میں محترم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس، مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب قائد اصلاح وارشاد، مکرم منیر احمد بسمل صاحب معاون صدر اور مکرم محمد محمود طاہر صاحب معاون صدر نے اجتماعات میں شمولیت کی۔ محترم منیر احمد مسعود صاحب ناظم ضلع لاہور بھی ان مقامات پر پہنچتے رہے۔ صدر محترم نے تربیتی امور کی طرف توجہ دلائی اور انعامات تقسیم کئے دوسرے مقامات پر مرکزی نمائندگان نے تربیتی موضوعات پر تقاریر کیں۔

☆ 17 دسمبر کو زعامت علیاء دارالنور فیصل آباد نے اپنا سالانہ اجتماع ایوان ناصر ربوہ میں منعقد کیا جس میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس نے افتتاحی خطاب کے بعد انعامات تقسیم کئے بعد ازاں مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب قائد عمومی، مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب قائد اصلاح وارشاد، مکرم عبدالسمیع خان صاحب قائد تعلیم القرآن اور مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب نائب صدر مجلس نے تربیتی نصائح سے نوازا۔ دوپہر کے کھانے کے بعد مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب نے ملٹی میڈیا کے ذریعہ قیمتی معلومات مہیا کیں۔ مرکزی عہدیداران سمیت اجتماع کی حاضری 42 رہی۔

☆ ماہِ دسمبر میں حلقہ انگوری باغ، حلقہ دارونہ والا، حلقہ احمد نگر، حلقہ سراج پورہ اور حلقہ شریف پورہ میں حلقہ جاتی اجلاسات ہوئے جس میں انصار، خدام اور اطفال کی۔ حاضری 110 رہی۔

میڈیکل کیمپس و ایثار

☆ 30 ستمبر کو ضلع کراچی کے زیر انتظام مجلس ڈرگ روڈ میں ایک فری میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا گیا۔ جس سے 53 مریضوں نے استفادہ کیا۔

☆ 12 اکتوبر کو مجلس کریم نگر فیصل آباد کے زیر اہتمام محلّہ غازی آباد دیجی آبادی میں میڈیکل کیمپ لگایا گیا۔ 60 مریضوں کو ادویات فراہم کی گئیں۔

☆ 21 اکتوبر کو ضلع لاہور کی طرف سے مجلس نانو ڈوگر میں میڈیکل کیمپ لگایا گیا جس میں 45 مریضوں کوادویات دی گئیں

ماہ اکتوبر میں مجلس انصاراللہ رچنا ٹاؤن لاہور کو 3 میڈیکل کیمپس لگانے کی توفیق ملی جن میں مجموعی طور پر 872 مریضوں کو بعد معائنہ ادویات فراہم کی گئیں۔

☆ ماہ اکتوبر میں مجلس واپڈا ٹاؤن لاہور کے زیر اہتمام 3 میڈیکل کیمپس لگائے گئے۔ مجموعی طور پر 226 مریضوں کا علاج کیا گیا۔ 51,200 روپے کے اخراجات ہوئے۔

☆ 28/ اکتوبر کو مجلس ڈرگ روڈ کراچی کے زیر انتظام میڈیکل کیمپ کا انعقاد ہوا جس میں 65 مریضوں کا معائنہ کر کے ان کو ادویات فراہم کی گئیں۔

☆ 18 نومبر کو مجلس رچنا ٹاؤن لاہور کے زیر انتظام میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا گیا جس میں 110 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

☆ 11 اور 25 نومبر کو مجلس گلشن پارک لاہور نے میڈیکل کیمپس کا انعقاد کیا جن میں مجموعی طور پر 92 مریضوں کا علاج کیا گیا نیز کیمپ کے علاوہ 117 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

☆ نومبر میں مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ کے زیر اہتمام 35 محلّہ جات نے 42 میڈیکل کیمپس لگائے جن میں 47 ڈاکٹرز صاحبان اور 23 ڈسپنسرز نے خدمات سرانجام دیں۔ ان کیمپس کے دوران 2774 مریضوں کا علاج کیا گیا۔ میڈیکل کیمپس کے علاوہ 3426 افراد کا علاج کیا گیا۔

☆ مجلس ماڈل کالونی کراچی کے زیر اہتمام 23,16,9,2 اور 30 نومبر کو میڈیکل کیمپس لگائے گئے۔ جن میں 1571 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

☆ 11 نومبر کو مجلس وحدت کالونی لاہور کے زیر انتظام میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا گیا جس میں 110 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

☆ 4 اور 11 نومبر کو مجلس فیصل ٹاؤن لاہور کے زیر انتظام میڈیکل کیمپس کا انعقاد کیا گیا۔ 70 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

☆ 4 نومبر کو مجلس ملتان شرقی کو میڈیکل کیمپ لگانے کی توفیق ملی کل 150 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

☆ 18/ نومبر اور 16/ دسمبر کو ضلع حافظ آباد کے زیر اہتمام 3 میڈیکل کیمپس لگائے گئے جن میں 135 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

☆ 9/ دسمبر اور 23/ دسمبر مجلس انصاراللہ ضلع کراچی کے تحت

ڈرگ روڈ میں فری ہومیو پیتھک میڈیکل کیمپس کا انعقاد ہوا جس میں 147 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

☆ 16 دسمبر زعامت علیاء گلشن پارک لاہور کے زیر انتظام (تاج پورہ اور گلشن پارک) میں دو میڈیکل کیمپس لگائے گئے جس میں 61 مریضوں کا معائنہ کیا گیا اور ادویات دی گئیں۔

☆ 23 دسمبر مجلس رچنا ٹاؤن لاہور نے علی پارک میں فری میڈیکل کیمپ لگایا جس میں 104 مریضوں کو دو دن کی دوائی دی 1040 روپے خرچ ہوئے۔

☆ 26 تا 31 دسمبر مجلس فیصل ٹاؤن لاہور نے 6 میڈیکل کیمپس لگائے۔ جن میں 1000 سے زائد مریضوں کا علاج کیا گیا۔ اس کے علاوہ یکم جنوری تا 4 جنوری 2013ء چار میڈیکل کیمپس بھی لگائے گئے۔ جلسہ سالانہ قادیان پر مجلس کے ایک انصار ہومیو پیتھک ڈاکٹر نے تقریباً 1800 مریضوں کا مفت علاج کیا۔

☆ ماہ دسمبر 2012 میں زعامت علیاء ربوہ کے 16 حلقہ جات نے ربوہ کے گردونواح مختلف مقامات پر 23 میڈیکل کیمپس کا انعقاد ہوا جس میں 25 ڈاکٹر صاحبان 16 ڈسپنسرز صاحبان نے خدمات کی توفیق پائی۔ 1721 مریضان کا معائنہ اور مفت ادویات فراہم کی گئیں۔

☆ ماہ دسمبر مجلس ماڈل کالونی کراچی میں 4 فری ہومیو پیتھک میڈیکل کیمپس R-38 اتفاق کالونی اور ملیر توسیعی کالونی کراچی میں لگائے گئے۔ جن میں مجموعی طور پر 1089 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔

وقار عمل

درج ذیل تاریخوں میں مجالس میں انصار نے بڑے اخلاص سے وقار عمل کیے۔

☆ 5 اکتوبر مجلس دارالحمد فیصل آباد۔ 42 انصار شامل ہوئے۔

☆ 14 اکتوبر مجلس ماڈل کالونی کراچی۔ 29 انصار شامل ہوئے۔

☆ 21 اکتوبر مجلس کریم نگر فیصل آباد۔ 30 انصار شامل ہوئے۔

☆ 2 دسمبر مجلس واہ کینٹ۔ 60 انصار شامل ہوئے۔

☆ 16 دسمبر ملیر توسیعی کالونی۔ 38 انصار شامل ہوئے۔

☆ 16 دسمبر مجلس گلشن جامی کراچی۔ 36 انصار شامل ہوئے۔

☆ 16 دسمبر مجلس رفاہ عام سوسائٹی کراچی۔ 18 انصار شامل ہوئے۔

☆ 16 دسمبر مجلس صدر کراچی۔ 13 انصار شامل ہوئے۔

☆ 23 دسمبر مجلس ڈرگ روڈ کراچی۔ 20 انصار شامل ہوئے۔

☆ 25 دسمبر مجلس النور کراچی۔ 28 انصار شامل ہوئے۔

صحت جسمانی

☆ 7 اکتوبر کو نظامت علاقہ لاہور کے زیر اہتمام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے فارم ہاؤس میں ایک پکنک رکھی گئی جس میں 13 مرکزی نمائندگان، 25 ممبران عاملہ اور 12 کارکنان نے شمولیت کی۔ کل حاضری 50 رہی۔

☆ 14 اکتوبر کو نظامت ضلع لاہور نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے فارم ہاؤس میں پکنک کا اہتمام کیا جس میں مجلس عاملہ ضلع اور زعماء اعلیٰ نے شمولیت کی اس موقع پر صدر مجلس اور ممبران عاملہ مجلس انصاراللہ نے شمولیت کی۔ مجموعی حاضری 75 رہی۔

☆ 21 اکتوبر کو مجلس کریم نگر فیصل آباد کے زیر اہتمام ایک پکنک کا انعقاد کیا گیا جس میں اراکین مجلس عاملہ کے علاوہ 10 انصار بھی شامل ہوئے اس موقع پر لانگ جمپ، تیز چلنا اور کلائی پکڑنا کے مقابلہ جات کروائے گئے۔ 30 انصار شامل ہوئے۔

☆ 29 اکتوبر کو مجلس ماڈل کالونی کے زیر اہتمام ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ جن میں 33 انصار شامل ہوئے۔

☆ 16 دسمبر 2012ء کو بیت الحمد واہ کینٹ میں ورزشی مقابلے ہوئے۔ مکرم ملک اعجاز احمد صاحب امیر جماعت واہ کینٹ نے شرکت کی۔ میوزیکل چیئر، کلائی پکڑنا، گولہ پھینکنا، مشاہدہ معائنہ اور ٹیبل ٹینس کے ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔ پوزیشن لینے والوں میں انعامات تقسیم کیے گئے۔

☆ 16 دسمبر مجلس گلشن جامی کراچی کی اجتماعی پکنک، سیر کا پروگرام ہوا۔ 36 انصار، 2 خدام اور 3 اطفال شامل ہوئے۔

☆ 23 دسمبر مجلس فیصل ٹاؤن لاہور کی سفاری پارک میں پکنک ہوئی۔ جس میں 42 احباب شامل ہوئے۔ کرکٹ، فٹ بال، رسہ کشی اور گولہ پھینکنے کے مقابلہ جات ہوئے۔

☆ 23 دسمبر مجلس انصاراللہ کراچی کے تحت بین المجالس والی بال مقابلہ کا انعقاد ہوا۔ جن میں 10 انصار نے حصہ لیا۔

☆ 25 دسمبر مجلس ماڈل کالونی کراچی کا مجلس خدام الاحمدیہ ماڈل کالونی کے مابین ٹیبل ٹینس کا مقابلہ ہوا۔ کل 6 مقابلے ہوئے جس میں 6 انصار نے حصہ لیا۔

☆ ☆ ☆

ریفریشر کورس 7/اکتوبر 2012 علاقہ لاہور صدر محترم کے ساتھ

سالانہ تربیتی اجتماع دیہاتی مجالس ضلع لاہور و ممبران عاملہ علاقہ لاہور نائب صدر محترم کے ہمراہ

Monthly
Ansarullah
C. Nagar
Regd #: FR - 8

Editor:
Ahmad Tahir Mirza
Ph: 047-6212982
Fax: 047-6214631
Cell: 0336-7700250
ansarullahpakistan@gmail.com
magazine@ansarullahpk.org

Tableegh 1392, February 2013

راہِ مولیٰ میں جان کا نذرانہ پیش کرنے والے دو بھائی

مکرم منظور احمد صاحب آف سیٹلائٹ ٹاؤن کوئٹہ

جنہیں **11**/نومبر **2012**ء کو راہِ مولیٰ میں قربان کر دیا گیا

مکرم مقصود احمد صاحب آف سیٹلائٹ ٹاؤن کوئٹہ

جنہیں **7**/دسمبر **2012**ء کو راہِ مولیٰ میں قربان کر دیا گیا

''اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے اُن کو ہرگز مُردے گمان نہ کرو بلکہ وہ تو زندہ ہیں اور اُن کو اپنے رب کے ہاں رزق عطا کیا جا رہا ہے۔ پس جیسا کہ مَیں نے کہا کہ یہ اعزاز آج صرف افرادِ جماعت احمدیہ کو ہے جو خدا تعالیٰ کی راہ میں قتل کئے جا رہے ہیں جو اپنے ایمانوں کی حفاظت کے لئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر رہے ہیں۔ پس ...... دشمن کے قتل و غارت کے یہ ہتھکنڈے احمدی کو اُس کے دین سے منحرف نہیں کر سکتے۔ انشاء اللہ۔''1

''آجکل پاکستان کیلئے عمومی طور پر بھی دعائیں کریں۔ یہ احمدی شہداء تو اپنے عہدوں اور وفاؤں کو پورا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جلد وہ وقت لائے جب احمدیوں کے لئے وہاں سہولتیں پیدا ہوں اور سُکھ کے سانس لے سکیں۔''2

''اللہ تعالیٰ پاکستان میں بھی ہر احمدی کو دشمنانِ احمدیت کے ہر شر سے محفوظ رکھے اور اپنا خاص فضل فرماتے ہوئے اب اُنہیں فتح و نصرت کے جلد نظارے دکھائے۔''3

1-2 (خطبہ جمعہ 16 نومبر 12ء از الفضل انٹرنیشنل 13/7 دسمبر 2012ء) 3 (خطبہ جمعہ 30 نومبر 12ء از الفضل انٹرنیشنل 21/28 دسمبر 2012ء)